احمدی نوجوانوں کے لئے

اس شمارے میں

مارچ 1992ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کیلئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

جیساکہ احباب جماعت کو علم ہے کہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ عرصہ سے علیل چلی آ رہی ہیں اور اب کچھ روز ہوئے کہ انہیں ادویات سے علاج کے سلسلہ میں ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے جہاں ماہر ڈاکٹر صاحبان کی زیرہدایت ان کا علاج جاری ہے۔ ان کی صحت کے متعلق ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی طرف سے آمدہ 20 فروری 1992ء کی رپورٹ کے مطابق

"عمومی حالت میں قابل فکر امور کمزوری اور ہلکے یرقان کی علامات کا ظاہر ہونا ہے۔ کمزوری کے فوری علاج کے طور پر آج کیمیاوی علاج ختم ہونے پر خون دیا جائے گا"

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ان معالجین کی خود راہ نمائی فرمادے۔ ان کے تجویز کردہ علاج میں برکت بخشے۔ لیکن جیسا کہ ہم میں سے ہر احمدی کا تجزیہ ہے دواؤں کا اثر انداز ہونا دعاؤں پر موقوف ہے اور ہمارے سب کام دعاؤں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں اس موقعہ پر بھی ہمیں اپنے رب کے حضور ہی جھکنا چاہیئے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیئے کہ وہ شافی خدا رحم فرمادے اور آپ کی صحت اور عمر میں غیر معمولی برکت بخشے اور ہماری پریشانی کو خوشی اور مسرت سے بدل دے۔ آمین یارب العالمین

اداریہ

احمدی ہو کر کیا پایا؟

23 مارچ 1889ء وہ یادگار اور تاریخی دن ہے کہ جس روز 40 کے لگ بھگ افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی جماعت نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور وقت کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی.... کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور یوں امام مہدی کو ماننے والی جماعت، جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا۔ اس دن کی اہمیت کے پیش نظر عالمگیر جماعت احمدیہ ہر سال اس روز یوم مسیح موعود کے نام سے جلسے منعقد کرتی ہے۔

اس واقعہ کو ایک سو تین سال ہونے کو ہیں۔ اگر کوئی غیر از جماعت یہ سوال کرے کہ احمدیت سے آپ نے کیا پایا ہے؟ تو اس کا بڑا سادہ اور بڑا ہی جامع جواب ہے! اور وہ یہ ہے کہ احمدیت سے ہم نے زندہ خدا کو حاصل کیا ہے۔ احمدیت سے ہم نے سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ مقام کو سمجھا ہے۔ احمدیت سے ہم نے قرآن کو ایک زندہ کتاب کی صورت میں دیکھا ہے۔

پھر جب ہم اس عہد بیعت کی طرف نظر دوڑاتے ہیں کہ جس عہد پر ان چالیس افراد نے سب سے پہلے بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس پر عمل پیرا ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ اور آج ہر احمدی اس عہد پر قائم رہنے کا اقرار کرتا ہے۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ احمدیت نے ہمیں ایک زندہ خدا ایک زندہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک زندہ کتاب قرآن کریم عطا کیا۔ احمدیت نے ہمیں شرک سے بیزار کیا احمدیت نے ہمیں تمام بنی نوع انسان سے دلی ہمدردی کا حکم دیا ہے۔

آج اس مہینے میں ہم جو اس دن کو مناتے ہیں تو اس تقریب کو اپنے دلوں کے اندر بھی منانے کا اہتمام کریں اور اس طرح کہ ہمیں اپنے اندر یہ جھانک کر دیکھنا ہوگا کہ کیا واقعی جو احمدیت نے ہمیں دیا تھا۔ وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ کیا واقعی ہم اس عہد بیعت پر قائم ہیں یا قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل یوم مسیح موعود تو یہ ہے کہ ہم اپنے اندر ان نعمتوں کو محسوس کریں جو احمدیت قبول کرنے سے ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔

پس ہمیں خود اپنا اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جو کچھ ہمیں دیا تھا ہم نے کہاں تک اس پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہم سے اگر جو کوتاہی ہوئی ہے۔ یا تساہل ہوا ہے اس کو دور کرنے کا عہد کرنا ہوگا۔ اور اپنے نفسوں کے اندر ایک نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہوگی اور بڑی ہی خوش بختی ہے ہماری کہ ہم ایسے وقت میں محاسبہ اور تزکیہ کا عہد کر رہے ہوں گے کہ جب ایسا مقدس اور متبرک مہینہ آرہا ہے کہ جو تزکیہ نفوس اور تنویر قلب کے لئے بہترین ہے۔ میری مراد ماہ رمضان سے ہے۔ اس مقدس مہینے میں اپنے اندر اس نیکی کے پیدا کرنے کا عزم کریں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ہے یہ مہینہ بڑا ہی برکتوں اور رحمتوں اور خدا کے فضلوں کو جذب کرنے والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ شعبان کے آخر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو

جمع کیا اور انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت اور (شان والا) مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب و فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا (مہینہ) ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ (صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں) ہم نے حضورؐ سے سوال کیا ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے۔ اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔

اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے۔ اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔ اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کراتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کر دے گا"۔ (بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

پس اس تقدیس اور عظمت والے مہینے کا استقبال کھلے دلوں سے اس طرح کریں کہ حضرت مسیح موعود نے جو نعمتیں خدا سے پا کر ہمیں دی ہیں وہ ہم نے خود اپنے نفوس کے اندر جذب کر کے پھر آگے تمام بنی نوع انسان کو بلا تمیز مذہب و ملت، بلا تمیز رنگ و نسل اور ملک و قوم۔ سب کو وہ پہنچانی ہیں اور تمام دنیا کو، تمام بنی نوع انسان کو محبت اور پیار صلح اور امن کا پیغام پہنچانا ہے۔ یہ پیغام کہ LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE اللہ تعالیٰ ہم سب کو احمدیت کی اس تعلیم پر اس متبرک ماہ رمضان میں عمل کرنے اور ہمیشہ عمل کرنے کا عزم کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

جلد 39 شمارہ 5 قیمت 4 روپے سالانہ 40 روپے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ

دوسروں کی تکلیف کا احساس

حضرت مسیح موعود کی سیرت کے آئینہ میں

(مضمون نگار:- فہیم احمد خادم)

"میں تمام .... اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں تو صرف ان عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"
(اربعین نمبر 1 صفحہ 2)

یہ الفاظ اس عظیم الشان ہستی کے ہیں جو اس زمانے کا امام اور مسیح موعود ہے۔ انسانی ہمدردی اور انسان دوستی کا جو جذبہ ان الفاظ سے ظاہر ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود کی "ہمدردی خلق" اور "دوسروں کی تکلیف کا احساس" کے ضمن میں چند واقعات ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں۔ یہ واقعات آپ کے ان الفاظ کہ "میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے" کو عمل کا جامہ پہنائیں گے اور پیارے آقا کی سیرت کا یہ دلکش پہلو کھل کر سامنے آئے گا۔

قارئین! ہمارے آقا محبتوں کے سفیر تھے آپ محبتیں بانٹا کرتے تھے۔ پیار تقسیم کرتے تھے الفت کا پیکر اور سراپا خلوص تھے مودّت اور پیار کے دھنی تھے۔ آپ ہر سو محبت کے پھول نچھاور کرتے۔ کسی کی تکلیف کو دیکھ نہ سکتے۔ کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو بے چین ہو جاتے اس کے لئے دعا کرتے اس کی تکلیف دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے آپ تو مخلوق کے لئے مادر مہربان سے بھی بڑھ کر شفیق تھے۔ آپ نے تو اس بات کو عہد بیعت میں احمدیت کی اساس قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہر احمدی بیعت کرتے وقت اس بات کا عہد کرتا ہے کہ وہ

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ نہ کسی اور طرح سے"

قارئین! آئیے دوسروں کی تکلیف کے احساس کے ضمن میں حضور کی زندگی کے مختلف واقعات کا مطالعہ کریں۔

وہ لیکھرام جو حضرت بانی سلسلہ کے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا آخر

جب یہی شاتم رسولؐ حضرت صاحب کے بالمقابل آیا اور تیغ محمدیؐ کا شکار ہوا۔ خدائی غیرت کی چھری تلے کچلا گیا تو اس کی موت پر ایک قسم کی خوشی کے ساتھ ساتھ غم کی کیفیات سے بھی دوچار ہوئے اور یہی فرماتے رہے۔

"ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی درد اس لئے اگر لیکھرام رجوع کرتا اگر زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جا چکا ہوتا تو تب بھی وہ زندہ رہتا"۔ (سراج منیر صفحہ 24 بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ 52)

جن دنوں طاعون کا نشان پوری شان کے ساتھ آپ کی تائید میں ظاہر ہو رہا تھا اس کے نتیجہ میں ہونے والی ہر موت آپ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہی تھی۔ اس وقت آپ اس موتا موتی کو برداشت نہیں کرتے علیحدگی میں خدا کے حضور مخلوق کی جان بخشی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب اس دعا کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون سے نجات کے واسطے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا"۔ (سیرت حضرت مسیح موعود حصہ سوم صفحہ 395 مولفہ شیخ یعقوب علی عرفانی۔ بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ 51)

آپ نے جب قانونی امتحان پہلی مرتبہ دیا تو اس پیشہ سے آپ کی غرض پیسہ کمانا ہرگز نہ تھی جب آپ اہل مقدمات کی بے کسی اور مظلومیت کو دیکھتے جو قانون کی ناواقفیت کے باعث نقصان اٹھا رہے ہوتے تو بے حد کڑھتے اور ان کا درد اپنے اندر محسوس کرتے۔ اسی انسانی ہمدردی اور بھلائی نے آپ کو قانون کا امتحان پاس کرنے پر مجبور کیا۔ آپ کا دل مظلوم اور بے کس کو دیکھ کر تڑپ سا جاتا۔ ایک بار آپ کے گھر سے کسی غریب خستہ حال عورت نے چاول چرا لئے۔ دوسرے لوگ اسے ڈانٹنے لگے۔ حضور کو خبر ہوئی جائے وقوعہ پر پہنچے اس غریب عورت کا حلیہ دیکھ کر آپ کا دل پسیج گیا۔ آپ نے درد سے فرمایا۔

"یہ تو بھوکی اور کنگال معلوم ہوتی ہے۔ اسے کچھ چاول دے کر رخصت کرو اور خدا کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو"۔ (سیرت مسیح موعود مصنفہ عرفانی صاحب حصہ اوّل صفحہ 98 بحوالہ سیرت طیبہ صفحہ 72)

ایک بار آپ اور ایک پٹواری سیر کر رہے تھے۔ وہ ذرا آگے تھا اور حضور پیچھے۔ راستہ میں ایک 70۔75 سال کی بڑھیا ملی اس نے پٹواری کو ایک خط پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر پرے ہٹا دیا۔ حضور کے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس عورت نے حضور کو خط دیا تو حضور ٹھہر گئے بڑی محبت سے اسے خط کا سارا مضمون سمجھایا۔

آپ کہیں جا رہے تھے کہ میراں بخش سودائی پکارتا ہے "او غلام احمد" فرماتے ہیں "جی" کہتا ہے۔

"سلام تے آکھیا کر" فرماتے ہیں السلام علیکم۔ تب وہ کہتا ہے۔ "معاملہ تے ادا کر" آپ خاموشی سے اسے کچھ عنایت فرماتے ہیں۔

ایک بار آپ کسی کام میں مصروف تھے ایک سائل آیا۔ اس نے صدا دی۔ آپ شدید مصروفیت کے باعث اس کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو اس کا خیال آیا تو پوچھا سائل کہاں ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ تو چلا گیا آپ نے دوست احباب کو اس کی تلاش میں روانہ کیا اور خود بھی دعا کی کہ اے خدا! اسے واپس لا۔ اتفاق ایسا ہی ہوا کہ وہی فقیر کچھ دیر بعد آ گیا۔ شاید یہ آپ کی دعا ہی کا اثر تھا۔ (سیرت المھدی حصہ اول صفحہ 286)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بیان کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں آیا کرتا تھا حضرت مسیح موعود...... اپنے ہاتھ سے خرچ فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب نے آ کر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے فرمایا بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لیکر فروخت کر کے سامان کر لیں چنانچہ زیور فروخت یا رہن رکھ کر میر صاحب روپیہ لائے اور مہمانوں کو سامان بہم پہنچایا۔ یہ سارا اہتمام اس لئے تھا کہ آنے والے مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

ایک دفعہ منی پور آسام کے دور دراز علاقہ سے دو غیر احمدی مہمان حضرت مسیح موعود...... کا نام سن کر حضور کو ملنے قادیان آئے مہمان خانہ کے پاس پہنچ کر لنگر خانہ کے خادموں کو اپنا سامان اتارنے اور چارپائی بچھانے کو کہا لیکن خدام کو اس طرف فوری توجہ نہ ہوئی اور وہ ان مہمانوں کو یہ کہہ کر دوسری طرف چلے گئے کہ آپ یکہ سے سامان اتاریں چارپائی آ جائے گی۔ ان تھکے ماندے مہمانوں کو یہ جواب ناگزار گزرا اور وہ رنجیدہ ہو کر اسی وقت بٹالہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضور کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حضور نہایت جلدی ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا ان کے پیچھے بٹالہ کے رستہ پر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چل پڑے چند خدام بھی ساتھ ہو گئے منشی ظفر احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں بھی ساتھ ہو لیا حضور اس وقت اتنی تیزی کے ساتھ پیچھے گئے کہ قادیان سے دو اڑھائی میل پر نہر کے پل کے پاس انہیں جا لیا۔ بڑی محبت اور معذرت سے اصرار کر کے انہیں واپس لائے اور فرمایا۔

"آپ کے واپس چلے آنے سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے آپ یکہ پر سوار ہو جائیں میں پیدل چلوں گا۔"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت غشی کی حالت میں کہتے کہ سواری کا انتظام کرو میں حضرت صاحب سے ملنے کے لئے جاؤنگا۔ ایک دن جب ہوش آئی تو کہنے لگے کہ حضرت صاحب سے کہو میں مر چلا ہوں مجھے صرف دور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرا جائیں اور بڑے روئے اور اصرار سے اپنی بیوی کو کہا کہ ابھی جاؤ۔ مولوی صاحب کی بیوی حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں فرمانے

لگے کہ

"آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کو ملنے کو نہیں چاہتا مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا"۔ یہ تھا دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنے والا وجود۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا اپنا بیان ہے کہ کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور حضرت مسیح موعود کے اہل خانہ لدھیانہ گئے ہوئے تھے اور میں حضور کو ملنے اندرون خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا میں ایک چارپائی پر ذرا لیٹ گیا اور مجھے نیند آگئی حضور اس وقت کچھ تصنیف فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ جب میں چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضور میری چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود...... نے محبت سے پوچھا کہ مولوی صاحب! آپ کیوں اٹھ بیٹھے؟ میں نے عرض کیا حضور نیچے لیٹے ہیں میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں؟ مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا بچے شور کرتے تھے میں انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آ جائے۔ اللہ اللہ حضور کو کتنا احساس تھا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو ہمیشہ آرام ہی میسر آئے۔

آپ کو غیروں تک کی تکلیف کا احساس تھا ان کی تکلیف اپنی لگتی اور اسے دور کرنے کے لئے کوشاں رہتے قادیان کے ایک آریہ لالہ ملاوامل تھے۔ لالہ صاحب جوانی کے زمانے سے حضرت مسیح موعود...... کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے مگر اپنے مذہبی اور قومی تعصب میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت مسیح موعود...... نے انہیں کئی دفعہ ان خداداد نشانوں کی گواہی کے لئے بلایا جو ان کی آنکھوں کے سامنے گزرے تھے وہ ان کے چشم دید اور گوش شنید گواہ تھے مگر وہ ہمیشہ مذہبی تعصب کی وجہ سے شہادت دینے سے گریز کرتے رہے ایک دفعہ یہی لالہ صاحب دق کے مرض میں مبتلا ہوئے اور حالت بالکل ناامیدی اور مایوسی کی پیدا ہو گئی اس پر وہ ایک دن بے چین ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت زار بتا کر رو دیئے۔ باوجود مخالفت کے چونکہ آپ کی نیکی سے متاثر تھے اس لئے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ حضور کو ان کی حالت پر بڑا رحم آیا۔ آپ کا دل بھر آیا آپ نے ان کے لئے خاص توجہ سے دعا کی۔ خدا نے جواباً فرمایا۔

"اے بیماری کی آگ! تو اس جوان پر ٹھنڈی ہو جا اور اس کے لئے حفاظتی اور سلامتی کا موجب بن جا"

چنانچہ لالہ صاحب کی وہ بیماری جو موت کا پیغام سمجھی جاتی تھی ٹھیک ہوئی اور خدا نے آپ کو 100 سال کے قریب عمر سے نوازا۔ (حقیقۃ الوحی نشان نمبر 117 صفحہ 265)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود...... کو یہ اطلاع ملی کہ مرزا نظام دین صاحب جو حضرت مسیح موعود...... کے شدید معاند تھے بیمار ہیں۔ آپ بلا توقف ان کے گھر تشریف لے گئے۔ بیماری کا حملہ اتنا شدید تھا کہ دماغ بھی متاثر تھا آپ نے گھر جا کر ان کا مناسب علاج تجویز کیا فرمایا جس سے خدا کے فضل کے ساتھ وہ صحتیاب ہوئے۔ یہ وہی مرزا نظام دین تھے جنہوں نے حضور کے خلاف بعض جھوٹے مقدمے بنائے۔ مخالفت کو یہاں

تک پہنچا دیا تھا کہ ایک روز حضرت مسیح موعود...... اور آپ کے دوستوں اور ہمسایوں کو دکھ دینے کے لئے حضرت صاحب کی بیت الذکر کا راستہ دیوار کھینچ کر بند کر دیا تھا۔

قادیان میں لالہ شرم پت ہوا کرتے تھے انہیں بھی حضور نے بعض پیشگوئیوں کی شہادت کے لئے بلایا لیکن انہوں نے ہمیشہ پہلو تہی کی۔ نہ تو اقرار کی جرات تھی نہ انکار کی ہمت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ لالہ صاحب بیمار ہوگئے۔ پیٹ پر خطرناک قسم کا پھوڑا نکل آیا سخت گھبرا گئے اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ حضور کو علم ہوا تو ان کے گھر تشریف لے گئے عیادت کی۔ ان کے علاج کے لئے آپ نے ڈاکٹر کو مقرر فرمایا۔ ہر روز عیادت کے لئے جاتے جب بھی جاتے تو لالہ یہی کہتے۔ حضرت جی! میرے لئے دعا کریں؟ حضور اس وقت تک عیادت کے لئے تشریف لے جاتے رہے جب تک آپ مکمل صحت یاب ہو گئے۔

قارئین! آپ ہمدردی خلق میں اپنے آپ کو ہلاک کرنے والے تھے۔ انسانیت کو ضلالت و گمراہی کے دہانے پر کھڑے دیکھ کر آپ کی روح بے چین ہو جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کہ لوگ شیطان کے منہ میں چلے جا رہے ہیں اور تباہی کے کنارے آ لگے ہیں آپ کی راتوں کی نیند اڑ جاتی، دن کا چین لٹ جاتا۔ تب آپ بے چین ہو کر تقریر و تحریر کے میدان میں کودتے ہیں کہ کسی طرح انسانیت کو بچا لیں۔ آپ دعا کے میدان میں کودتے ہیں کہ کسی طرح انسانیت کو راہ راست نظر آ جائے

آپ مخلوق کی ہدایت کے لئے ان کے غم میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا کے حضور تڑپا کرتے تھے۔ اس تڑپ کا انداز ان الفاظ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ درد سے فرماتے ہیں۔

"میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

پس ہمارے آقا کو مخلوق سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ مخلوق کی تکلیف ہرگز دیکھ نہ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو بھی ہمدردی اور باہمی حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 348)

پھر فرمایا "میری نصیحت یہ ہے کہ دو باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو۔ ایک خدا سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو"۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 74)

"اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو ہر ایک کے ساتھ کرو اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہیں کرو گے تو (دین حق۔ ناقل) کے سچے وصایا اسے کیسے پہنچاؤ گے"۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 371)

قارئین! ہمارے آقا ہمیں اس قسم کی ہمدردی کا درس دیتے ہیں کہ ہر کس و ناکس کی تکلیف کو اپنی

تکلیف سمجھو۔ اس کو دور کرنا اپنی عادت بنا لو۔ کچھ ایسی ہی حالت ہو جائے کہ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

یہ دوسروں کی تکلیف کے احساس کا جذبہ ہی ہے جس کی طرف آج ہمارے موجودہ امام ہمیں بلا رہے ہیں۔ اس آواز پر لبیک کہنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ پس اے وہ احمدی! جو دنیا میں غلبہ احمدیت کے خواب دیکھ رہا ہے جو چار دانگ عالم میں دین حق کے اعلان کی چاپ سن رہا ہے جو اکناف عالم میں توحید خداوندی کے فلک شگاف نعرے سننے کا خواہشمند ہے۔

سن! آج دعا کے میدان انسانی ہمدردی اور خدمت دین ہی ہمارے ہتھیار ہونگے۔ جن سے چاروں اطراف سے احمدیت کے جھنڈے گاڑے جائیں گے۔ کل بھی افریقہ اور دوسری جگہوں پر ہمارا یہی حربہ تھا جو کارگر ثابت ہوا۔ آج بھی یہی حربہ سود مند ہوگا تم دیکھو گے اور ضرور دیکھو گے کہ اس کی بدولت ہم انسانی قلوب کو فتح کرتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کے علم لہراتے نظر آئیں گے۔ اے اللہ! تو ایسا ہی کر اے اللہ! تو ایسا ہی کر

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد سرور صاحب ظفر قائد مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک لاہور کو چار بیٹیوں کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمد عاصم تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم میاں رحمت اللہ صاحب آف چک نمبر 551 گ ب ضلع فیصل آباد کا پوتا اور مکرم نذر محمد صاحب آف مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانولہ کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے بچے کی درازی عمر نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ بچہ خدا کے فضل سے وقف نو میں شامل ہے۔

(مقبول احمد۔ نمائندہ خالد و تشحیذ لاہور)

اعلان ولادت

****

برادرم مکرم ظہیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 23 جنوری 92 کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام "انیس احمد" خان تجویز فرمایا ہے۔

نومولود محترم رشید احمد خان صاحب ابن حضرت دیانت خان صاحب (آف کانگڑا) رفیق حضرت مسیح موعود.... کا پوتا اور مکرم عبد الرشید خان صاحب کا نواسہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور آسمان احمدیت کا روشن ستارہ بنائے۔ آمین

جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

گستاخِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پنڈت لیکھرام کا عبرتناک انجام

(مقالہ نگار:۔ سیّد مبشر احمد ایاز)

جب سے اس دنیا کا آغاز ہوا۔ اور آدم کا ظہور ہوا تو آدم کے مقابل پر ابلیس نے بھی سر اٹھایا ہے۔ اور اس نور اور نار کا مقابلہ شروع ہو گیا۔ مذاہب کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب بھی خدا کا فرستادہ لوگوں کو ظلم و جبر کے طوقوں سے جو ان کی گردنوں تک آ پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان سے رہائی دلانا چاہتا ہے تو اس مامور من اللہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ابلیس صفت، فرعون اور ابو جہل پیدا ہوتے رہے ہیں۔ عالمگیر جماعت احمدیہ جو کہ ایک نیا مذہب نہیں ہے بلکہ......(ہم کون ہیں اور ہمارا مذہب کیا ہے۔ حکومت پاکستان کے آرڈیننس مجریہ 1984ء کے تحت ہم اس کا اظہار نہیں کر سکتے) بہر حال عالمگیر جماعت احمدیہ کی بنیاد 23 مارچ 1989ء کو رکھی گئی۔ اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کی طرف سے مامور اور مرسل کے طور پر لوگوں سے بیعت کا آغاز کیا۔ اور پھر، مذہب کی تاریخ پھر سے دہرائی گئی۔

مارچ کے مہینے کی مناسبت سے ان میں سے ایک معاند سلسلہ کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ اور یہ شخص ہے۔ پنڈت لیکھرام (آریہ مسافر) پشاوری۔

سوانحی خاکہ

پنڈت لیکھرام 1856ء میں موضع سید پور تحصیل چکوال ضلع جہلم میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام تارا سنگھ تھا۔ پانچ برس کی عمر میں وہاں کے ایک مقامی سکول میں داخل ہوا۔ 15 برس کی عمر میں لیکھرام اپنے چچا گنڈا رام کے پاس پشاور آ گیا۔ 1876ء میں پولیس میں ملازمت اختیار کی اور رفتہ رفتہ نقشہ نویس سارجنٹ کے عہدے پر پہنچا۔ (لیکن جوشیلی طبیعت ہونے کی بناء پر) افسروں سے نہ بن سکی اور آخر کار 1884ء میں ملازمت سے استعفٰی دے دیا۔ (دیباچہ کلیات آریہ مسافر)

مذہبی تعلیم

لیکھرام کی سوانح پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب 15 سال کی عمر میں یہ پشاور آیا ہے تو ایک بڈھا سکھ بھائی جو اس کے چچا کے ماتحت تھا اس کے ذریعہ اس نے گورمکھی اور گیتا کو پڑھنا شروع کیا۔ پھر منشی اندر من مراد آبادی کی کتابیں پڑھیں اور مسلمانوں سے

مباحثات وغیرہ شروع کئے۔ کنہیا الکھ داری کی کتابوں کے مطالعہ کے ذریعہ اسے سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج سے تعارف ہوا۔ لیکھرام نے 1881ء میں پشاور میں آریہ سماج قائم کیا۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ملازمت سے استعفی دینے کی وجہ سے 1884ء میں لیکھرام کو اس کی تقدیر لاہور لے آئی جو قادیان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے۔

شادی

لیکھرام کی منگنی ایک جگہ ہو چکی تھی اور جب یہ 22 سال کا ہوا تو گھر والوں نے شادی کا کہا مگر لیکھرام نے یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیا کہ میں آریہ دھرم کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور میں شادی کے بندھن وغیرہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ گھر والوں نے جب زیادہ زور لگایا تو پنڈت صاحب نے گھر چھوڑ کر چلے جانے کی دھمکی بھی دے دی۔ اور آخر کار ان کے گھر والوں نے لیکھرام کی منسوبہ کا بیاہ لیکھرام کے چھوٹے بھائی سے کر دیا۔ مگر لیکھرام صاحب آریہ دھرم کی خدمت کی وجہ سے شادی نہ کرنے کے عہد کو نباہ نہ سکے اور دو سال بعد ہی 24 سال کی عمر میں شریمتی لکشمی دیوی کے ساتھ شادی کر لی۔

لیکھرام کی تصنیفات

لیکھرام کی سوانح میں یہ ذکر ہوا ہے کہ پشاور آ کر لیکھرام نے کسی سے گیتا پڑھنی شروع کی اور اس کے بعد آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی کے ساتھ اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور آریہ سماج نے اسلام اور بانی اسلام کے خلاف جو طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا تھا۔

لیکھرام نے 1881ء میں پشاور میں آریہ سماج قائم کر کے اس میں باقاعدہ حصہ لینے کا آغاز کیا۔ ویدک دھرم کی اشاعت کے لئے وہاں سے ایک رسالہ "دھرم اپدیش" جاری کیا لیکن صرف دو سال بعد مالی مشکلات کی بنا پر اس رسالہ کو بند کر دیا گیا۔ (دیباچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ب کالم 2)

1884ء میں لیکھرام لاہور آ گیا اور یہاں آ کر اسلام کے خلاف بدزبانی تحریر اور تقریر دونوں طریقوں سے شروع کی اور اس کی زبان اس وقت تک بند نہ ہوئی جب تک کہ مسیح محمدی کی دعاؤں سے خدائی تلوار نے اس کا قلع قمع نہیں کر دیا۔

حضرت مسیح موعود..... جنہوں نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام اور بانیؑ اسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کیا اور اسلام اور بانیؑ اسلام کے خلاف بدزبانی کرنے والوں کو دعوت مبارزت دی اور ان کو للکارا۔ تو اس شیر ببر کا شکار ہونے والا "روبہ زار و نزار"۔ یہ لیکھرام پہلی دفعہ 1885ء میں خدا کے اس پہلوان کے سامنے ہوا۔ لیکن اس کی تفصیل ذرا بعد میں۔ اس وقت چونکہ لیکھرام کی سوانح حیات کے ذکر میں اس کی تصنیف و تالیف کا ذکر مقصود ہے لہذا اس کی تصنیف کا ذکر کر کے اس حصہ کو ختم کرتا ہوں۔ آریہ سماج کی تحریرات اور تقریریں عموماً اور لیکھرام کی خصوصاً کس طرح کی ہوتی تھیں یہ بیان کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالی کی عظمت و شان اور صفات مقدسہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق اس دریدہ دہنی سے اس نے کام لیا ہے۔ کہ قلم میں یارا نہیں کہ "نقل کفر کفر نباشد" کے

سہارے کے باوجود اس کو بیان کیا جا سکے۔ بہر حال علم و عمل سے عاری اور اس گندہ ذہن اور بد باطن کی تصنیفات تینتیس ہیں۔ جو مجموعہ ہیں بے سروپا باتوں کا اور حقیقت اور صداقت سے عاری الفاظ کا۔ ان میں کچھ تو چھوٹے چھوٹے پمفلٹ ہیں اور کچھ کتابیں ہیں۔ اور ان کو "آریہ ساہتیہ پستکالیہ دھلی نے "کلیات آریہ مسافر" کے نام سے تین حصوں کے مجموعہ کی صورت میں 625 صفحات پر مشتمل شائع کیا۔ ان کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے۔

فہرست کتب پنڈت لیکھرام

1۔ تکذیب براہین احمدیہ جلد اول
2۔ تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم
3۔ نسخہ خبطِ احمدیہ
4۔ ابطال بشارات احمدیہ
5۔ رسالہ جہاد
6۔ اظہارِ حق
7۔ حُجت الاسلام
8۔ راہ نجات
9۔ صداقت دھرم آریہ
10۔ ردّ خلعت اسلام
11۔ آئینہ شفاعت
12۔ پوران کس نے بنائے
13۔ دیوی بھاگوت پریکشا
14۔ مورتی پرکاش
15۔ عطر روحانی
16۔ سانچ کو آنچ نہیں
17۔ رام چندر جی کا سچا درشن
18۔ صداقت الہام
19۔ سچے دھرم کی شناخت
20۔ نجات کی اصلی تعریف
21۔ صداقت رگوید
22۔ مسئلہ نیوگ
23۔ کرسچن مت درپن
24۔ صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج
25۔ تاریخ دنیا
26۔ ثبوت تناسخ
27۔ سری کرشن جی کا جیون چرتر (سوانح عمری)
28۔ استری شکشا
29۔ استری شکشا کے وسائل
30۔ آریہ ہندو نمستے کی تحقیقات
31۔ مردہ ضرور جلانا چاہیئے
32۔ پتپ ادھارن
33۔ دھرم پرچار

پیشگوئی لیکھرام کا پس منظر

حضرت مسیح موعود...... نے براھین احمدیہ میں اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو دلائل قاطعہ سے ثابت کیا۔ اور بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم، آریہ سماج اور برھمو سماج کی تردید فرمائی۔ اور چیلنج دیا کہ کسی مذہب کا کوئی نمائندہ اپنے دین کی صداقت کے لئے اسی تعداد میں یا

مباحثات وغیرہ شروع کئے۔ کنہیا الکھ داری کی کتابوں کے مطالعہ کے ذریعہ اسے سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج سے تعارف ہوا۔ لیکھرام نے 1881ء میں پشاور میں آریہ سماج قائم کیا۔ لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے ملازمت سے استعفیٰ دینے کی وجہ سے 1884ء میں لیکھرام کو اس کی تقدیر لاہور لے آئی جو قادیان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے۔

شادی

لیکھرام کی منگنی ایک جگہ ہو چکی تھی اور جب یہ 22 سال کا ہوا تو گھر والوں نے شادی کا کہا مگر لیکھرام نے یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیا کہ میں آریہ دھرم کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور میں شادی کے بندھن وغیرہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ گھر والوں نے جب زیادہ زور لگایا تو پنڈت صاحب نے گھر چھوڑ کر چلے جانے کی دھمکی بھی دے دی۔ اور آخر کار ان کے گھر والوں نے لیکھرام کی منسوبہ کا بیاہ لیکھرام کے چھوٹے بھائی سے کر دیا۔ مگر لیکھرام صاحب آریہ دھرم کی خدمت کی وجہ سے شادی نہ کرنے کے عہد کو نباہ نہ سکے اور دو سال بعد ہی 24 سال کی عمر میں شریمتی لکشمی دیوی کے ساتھ شادی کر لی۔

لیکھرام کی تصنیفات

لیکھرام کی سوانح میں یہ ذکر ہوا ہے کہ پشاور آ کر لیکھرام نے کسی سے گیتا پڑھنی شروع کی اور اس کے بعد آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی کے ساتھ اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور آریہ سماج نے اسلام اور بانی اسلام کے خلاف جو طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا تھا۔

لیکھرام نے 1881ء میں پشاور میں آریہ سماج قائم کر کے اس میں باقاعدہ حصہ لینے کا آغاز کیا۔ ویدک دھرم کی اشاعت کے لئے وہاں سے ایک رسالہ "دھرم اپدیش" جاری کیا لیکن صرف دو سال بعد مالی مشکلات کی بنا پر اس رسالہ کو بند کر دیا گیا۔ (دیباچہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ب کالم 2)

1884ء میں لیکھرام لاہور آ گیا اور یہاں آ کر اسلام کے خلاف بدزبانی تحریر اور تقریر دونوں طریقوں سے شروع کی اور اس کی زبان اس وقت تک بند نہ ہوئی جب تک کہ مسیح محمدی کی دعاؤں سے خدائی تلوار نے اس کا قلع قمع نہیں کر دیا۔

حضرت مسیح موعود..... جنہوں نے براہین احمدیہ لکھ کر اسلام اور بانیٔ اسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کیا اور اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف بدزبانی کرنے والوں کو دعوت مبارزت دی اور ان کو للکارا۔ تو اس شیر ببر کا شکار ہونے والا "روبہ زار و نزار" یہ لیکھرام پہلی دفعہ 1885ء میں خدا کے اس پہلوان کے سامنے ہوا۔ لیکن اس کی تفصیل ذرا بعد میں، اس وقت چونکہ لیکھرام کی سوانح حیات کے ذکر میں اس کی تصنیف و تالیف کا ذکر مقصود ہے لہذا اس کی تصنیف کا ذکر کر کے اس حصہ کو ختم کرتا ہوں۔ آریہ سماج کی تحریرات اور تقریریں عموماً اور لیکھرام کی خصوصاً کس طرح کی ہوتی تھیں یہ بیان کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور صفات مقدسہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق اس دریدہ دہنی سے اس نے کام لیا ہے۔ کہ قلم میں یارا نہیں کہ "نقل کفر کفر نباشد" کے

سہارے کے باوجود اس کو بیان کیا جا سکے- بہر حال علم و عمل سے عاری اور اس گندہ ذہن اور بد باطن کی تصنیفات تینتیس ہیں- جو مجموعہ ہیں بے سروپا باتوں کا اور حقیقت اور صداقت سے عاری الفاظ کا- ان میں کچھ تو چھوٹے پمفلٹ ہیں اور کچھ کتابیں ہیں- اور ان کو "آریہ ساہتیہ پستکالیہ دھلی" نے "کلیات آریہ مسافر" کے نام سے تین حصوں کے مجموعہ کی صورت میں 625 صفحات پر مشتمل شائع کیا- ان کتابوں کی فہرست درج ذیل ہے-

فہرست کتب پنڈت لیکھرام

1- تکذیب براہین احمدیہ جلد اول
2- تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم
3- نسخہ خبطِ احمدیہ
4- ابطال بشارات احمدیہ
5- رسالہ جہاد
6- اظہارِ حق
7- حُجت الاسلام
8- راہ نجات
9- صداقت دھرم آریہ
10- ردّ خلعت اسلام
11- آئینہ شفاعت
12- پوران کس نے بنائے
13- دیوی بھاگوت پریکشا
14- مورتی پرکاش
15- عطر روحانی
16- سانچ کو آنچ نہیں
17- رام چندر جی کا سچا درشن
18- صداقت الہام
19- سچے دھرم کی شناخت
20- نجات کی اصلی تعریف
21- صداقت رگوید
22- مسئلہ نیوگ
23- کرسچن مت درپن
24- صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج
25- تاریخ دنیا
26- ثبوت تناسخ
27- سری کرشن جی کا جیون چرتر (سوانح عمری)
28- استری شکشا
29- استری شکشا کے وسائل
30- آریہ ہندو نستے کی تحقیقات
31- مردہ ضرور جلانا چاہیئے
32- پتپ ادھارن
33- دھرم پرچار

پیشگوئی لیکھرام کا پس منظر

حضرت مسیح موعود...... نے براھین احمدیہ میں اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو دلائل قاطعہ سے ثابت کیا- اور بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم، آریہ سماج اور برھمو سماج کی تردید فرمائی- اور چیلنج دیا کہ کسی مذہب کا کوئی نمائندہ اپنے دین کی صداقت کے لئے اسی تعداد میں یا

نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو"۔ (خط لیکھرام بحوالہ استفتاء صفحہ 7)

2۔ ایک خط میں خود یہ دعا کی کہ۔

"ہے سچدا نند سروپ پرماتما! ست کا پر کاش کر اور است کا ناش کر۔ تاکہ تیری ست وید ودیا سب سنسار میں پرمرت ہوئے۔" (استفتاء 9)

3۔ پھر اپنی کتاب میں "خاتمہ اور مباہلہ" کے عنوان کے نیچے یہ دعائے مباہلہ لکھی کہ۔

"اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر...... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور عزت نہیں پا سکتا"۔ (کلیات آریہ مسافر صفہ 585 بار دوم صفحہ 236)

یعنی خدا تعالی سچے کے حق میں فیصلہ کرے اور جھوٹے پر اپنا قہر و غذاب نازل کرے اس کے ساتھ ہی لیکھرام کی شوخی و گستاخی، ہنسی و مذاق تمسخر ٹھٹھے بازی اور بہتان طرازیاں دن بدن بڑھتی گئیں۔ وہ رسول خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف مذاق اڑاتا بلکہ گندی اور غلیظ گالیاں تقریر و تحریر میں دیتا رہتا اور اسلام اور قرآن کریم پر پھبتیاں کستا جیسا کہ اس کی کتابوں کے مجموعہ کلیات آریہ مسافر" میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس.... کا ایک کشف

1885ء ہی میں حضرت اقدس...... نے عالم کشف میں دیکھا کہ "بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہو گا۔ اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے......اس ذات بیچون و بے چگوں کے آگے وہ کتاب قضاء و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ 103۔104 بار سوم)

آپ نے 15 مارچ 1897ء کے اشتہار میں اسی سرخی کے چھینٹوں والے کشف کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ۔

"سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھایا وہ خون کپڑوں پر پڑا جواب تک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 359)

جنوری 1886ء میں حضرت اقدس حسب ارشاد الہی ہوشیار پور تشریف لے گئے اور احیائے اسلام کے لئے غیر معمولی طور پر دعاؤں میں چالیس روز مصروف ہوئے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالی نے آپ کو تین قسم کے نشان عطا فرمائے اور آپ نے ان پیشگوئیوں کو ایک رسالہ "سراج منیر" مشتمل بر نشانہائے رب قدیر میں شائع کرنے کا اعلان فرمایا۔ اول وہ پیشگوئیاں جو خود حضرت اقدس کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا

نبی نوع سے متعلق ہیں۔ تیسری وہ پیشگوئیاں جو مذاہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس قسم میں ہم نے صرف بطور نمونہ چند آدمی آریہ صاحبوں ار چند قادیان کے ہندوں کو لیا ہے جن کی نسبت مختلف قسم کی پیشگوئیاں ہیں۔ اور لکھا ہے کہ۔

"چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ تاکہ ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں اس لئے ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع (جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت پاویں تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرمائیں بالخصوص وہ صاحب جو بباعث مخالفت و مغائرت مذہب اور بوجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف بمشکل رجوع کر سکتے ہیں جیسے منشی اندر من صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضاد قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا......اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاک گذرے تو وہ...... دو ہفتہ کے اندر اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں۔ تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندارج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جاوے اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے"۔ (اشتہار 20 فروری 1886ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 98-100)

لیکھرام کا جواب

اس اشتہار میں آپ نے بتفصیل اپنے ہاں ایک عظیم الشان فرزند کے تولید ہونے کی بھی بطور "نشان رحمت" خبر شائع فرمائی۔ اس اشتہار کے بعد منشی اندر من مراد آبادی نے تو اعراض کیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ مگر پنڈت لیکھرام نے حضرت اقدس کے نام بڑی شوخی اور دلیری سے ایک دستخطی کارڈ میں لکھا کہ۔

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں۔ میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔ (بحوالہ استفتاء صفحہ 9)

پھر اپنے اشتہار اپریل 25 فروری 1886ء میں لکھا کہ۔

"حضرت کو اس نیاز مند اور منشی اندر من صاحب کی وفات و حیات و شادی و غمی کی نسبت الہام ہوئے ہیں۔ مگر نہیں بتلاتے ہیں مگر جب تک ہم ان کو اجازت نہ دیویں منشی اندر من صاحب کا حال مجھے معلوم نہیں مگر میں نے ان کو تحریری اجازت نامہ ارسال کر دیا ہے جس پر اب تک کچھ انکشاف نہیں ہوا۔ خیر الماکرین سے مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے"۔ (کلیات آریہ مسافر بار اول 415-416)

بلکہ یہاں تک تعلی سے لکھ دیا کہ۔

"آپ میں یہ قدرت ہر گز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں"۔ (کلیات آریہ مسافر 494)

تیغ بران محمد

اگرچہ حضرت اقدس کو لیکھرام نے اپنی موت کی پیشگوئی کی اشاعت کی اجازت دے دی تھی مگر حضور نے بڑا توقف کیا۔ کیونکہ آپ کو ابھی اس کی موت کی میعاد و وقت نہ بتلایا گیا تھا اور لیکھرام کا اصرار تھا کہ میعاد کی قید کے ساتھ موت کی خبر بتلائی جاوے آخر لیکھرام کی شوخیوں اور بے باکیوں کے نتیجہ میں وہ وقت بھی آ گیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بقید وقت و تاریخ لیکھرام کی موت کی نسبت مفصل اطلاع بھی دے دی گئی۔ حضور نے ان الہامات کو ایک اشتہار کے علاوہ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں شائع کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایک فارسی نعت لکھی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست درکانِ محمدؐ

اور آخری شعر یہ ہیں۔

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ بران محمدؐ

الا اے منکر از شانِ محمدؐ
ہم از نور نمایانِ محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر زِغلمانِ محمدؐ

آخری شعر کے نیچے ہاتھ کی انگلی کا اشارہ کر کے تصویر بنائی ہے اور اس کے نیچے لکھا ہے۔

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار 20 فروری 1886ء میں منشی اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں تو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ "عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب"۔ یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج کا عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا"۔

عذاب شدید کی پیشگوئی

"اور اس کے بعد آج جو 20 فروری 1893ء روز دو شنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔

سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریہ اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی

تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے......اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے"۔

پھر فرمایا

"اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر دعا کریں یہ عذاب ان کے وکیل سے ٹل جائے"۔ (ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام و مجموعہ اشتہارات جلد اول صفہ 374-373)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جب لیکھرام کے بارے میں صراحت کے ساتھ پیشگوئی شائع کی تو آریہ سماج کی طرف سے اور لیکھرام کی طرف سے پھر بھی ہنسی اور ٹھٹھا ہوتا رہا اور مختلف نکتہ چینیاں ہوتی رہیں چنانچہ

اخبار انیس ہند میرٹھ (25 مارچ 1893ء) نے حضرت اقدس کی پیشگوئی مورخہ 20 فروری 1893ء پر نکتہ چینی کی تو اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ۔

"اگر میں نے اٹکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے..... پھر...... مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔ اس کے بعد موٹے حروف میں لکھا۔

لیکھرام کی نسبت ایک اور خبر

"آج جو 2 اپریل 1893ء مطابق 14 ماہ رمضان 1310ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سے غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ.......ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ہے میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟...... تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام...... کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے....... یہ یکشنبہ کا دن اور 3 بجے کا وقت تھا"۔ (برکات الدعاء سرورق 2-3-4)

گویا ہفتہ و اتوار کی درمیانی شب کو صبح کے چار بجے سے پہلے پہلے لیکھرام کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔

ایک اور الہام اور چھ کا ہندسہ

لیکھرام کے متعلق ایک الہام یہ ہوا۔

"یقضی امرہ فی ستٍّ" (استفتاء حاشیہ صفحہ 10)

چھ میں اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔

یعنی 20 فروری 1893ء سے چھ برس کے اندر اور کسی مہینہ کی چھ تاریخ کو اور دن کے چھٹے گھنٹے لیکھرام پر "تیغ براں" اپنا کام کرے گی۔

عید کا دن

یہ معاملہ یہیں تک نہیں رہا بلکہ حضرت اقدس نے 1893ء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کر کے عربی قصیدہ میں یہ خبر دی کہ

وَاَلَیْتُ اَنِّی [illegible] ثُمَّ تُکَفِّرُ
فَاَیْنَ الْحَیَاءُ اَنْتَ امْرَءٌ اَوْ عَقْرَبُ
وَ بَشَّرَنِی رَبِّی وَقَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ
وَسَوْفَ تَرٰی اَنِّی صَدُوْقٌ مُؤَیَّدٌ
وَلَسْتَ بِفَضْلِ اللّٰہِ مَا اَنْتَ تَحْسَبُ

(کرامات الصادقین صفحہ 54)

یعنی میں حلفیہ کہہ چکا ہوں کہ میں [illegible] ہوں پھر بھی آپ مجھے کافر ٹھہراتے ہیں۔ سنیئے! مجھے خدا تعالیٰ نے ایک نشان کی بشارت دے کر کہا ہے کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن پہچان لے گا۔ اور وہ خوشی اور عید کا دن اسلامی عید سے ملحق و قریب ہو گا۔ گویا مولوی محمد حسین بٹالوی اور خود حضرت اقدس بھی زندہ ہوں گے جبکہ یہ نشان یہود کی عید یعنی سبت کے دن مگر مسلمانوں کی عید کے بالکل ملحقہ دن کو ظاہر ہو گا۔

لیکھرام کبھی قادیان نہیں آئیگا

پھر لیکھرام کی موت سے ایک ماہ پہلے فروری 1897ء میں جبکہ پنڈت لیکھرام قادیان میں موجود تھا فرمایا۔ "میں نے اسی لیکھرام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے۔ اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھرام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزہ سے پرو دیا ہے اور کہا گیا کہ پھر یہ قادیان میں نہ آئے گا"۔ (تذکرہ صفحہ 301 البدر 12 جنوری 1903ء صفحہ 90)

حضرت مسیح موعود کی ان ساری پیشگوئیوں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ

اول: لیکھرام ایک ایسے عبرتناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا جس کا نتیجہ ہلاکت ہو گا۔

دوم: یہ عذاب چھ سال کے عرصہ میں آئے گا۔

سوم: یہ عذاب عید کے دن سے ملے ہوئے دن سے آئے گا۔

چہارم: اس کی ہلاکت ایک ایسے شخص سے مقدر ہے جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہو گا۔ (جیسا کہ کشف دکھایا گیا۔)

پنجم: وہ "تیغ بران محمد" یعنی رسول اکرم کی تیز تلوار سے کیفر کردار کو پہنچے گا۔

ششم: اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے سے کیا گیا تھا۔

آئیے اب اس شاتم رسول کو کیفر کردار تک پہنچتے ہوئے اور تیغ محمدی کا شکار ہوتے ہوئے دیکھیں۔

آخر کام تمام کیا

اور آخر کار خدائی تقدیر کا وقت آن پہنچا اور نبی کریم کو گالیاں دینے والے کو عذاب شدید کا مزہ چکھانے کی گھڑی آ گئی اور اس گوسالہ سامری کو ذبح کر دینے کا لمحہ آن پہنچا چنانچہ

بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت لیکھرام 6 مارچ 1897ء کو ہفتہ کے دن شام کے وقت اپنے مکان کی

بالائی منزل پر برہنہ بدن دیا نند بانی آریہ سماج کی سوانح عمری لکھ رہے تھے اور وہ شدھ ہونے والا شخص بھی بقول آریہ صاحبان کمبل اوڑھے پاس بیٹھا تھا کہ شام سات بجے تصنیف کے کام سے تھک کر پنڈت لیکھرام کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہوتے ہی انگڑائی لی جس پر اس شدھ ہونے والے شخص نے لیکھرام کی بڑھی ہوئی توند پر خنجر سے ایسا بھرپور وار کیا کہ انتڑیاں باہر نکل آئیں اور لیکھرام کے منہ سے بیل کی طرح بڑے زور سے آواز نکلی جس کو سنتے ہی اس کی بیوی اور والدہ اس کے کمرہ میں آگئیں۔ ان کے شور سے گلی محلہ کے لوگ بھی جمع ہو گئے مگر کسی کو بھی قاتل کا پتہ نہ چلا کہ وہ کدھر سے اور کدھر کو اور کس طرح اور کہاں غائب ہو گیا؟ محلہ اور گلی بھی ہندوؤں کی تھی اور آگے سے گلی بھی بند تھی اور اتفاق سے اس روز اس گلی میں کسی لالہ جی کی شادی بھی تھی مگر کسی شخص نے کسی مشتبہ شخص کو بھاگتے یا جاتے نہیں دیکھا۔

پنڈت جی کو لاہور کے میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ چونکہ شام کا وقت تھا۔ انگریز سرجن ڈاکٹر پیری وہاں موجود نہ تھے۔ ڈاکٹر کے آنے میں دیر ہوئی تو پنڈت لیکھرام اپنی تقدیر کو بار بار کوستے۔ ہائے میری قسمت کوئی ڈاکٹر بھی نہیں بوہڑدا۔ (یعنی میری بد نصیبی اور بد قسمتی ہے کہ کوئی ڈاکٹر بھی نہیں پہنچتا)

آخر بڑی انتظار کے بعد رات کے تقریباً 9 بجے ڈاکٹر پیری آ گئے اتفاق سے اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (احمدی) میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹ بھی وہاں ڈیوٹی پر تھے۔ انگریز ڈاکٹر نے جو ان کو "مرزا صاحب"! مرزا صاحب! کہہ کر پکارا تو پنڈت لیکھرام کانپ اٹھا آخر کار بعض آریوں کی درخواست پر کہ پنڈت جی کو "مرزا صاحب" کے لفظ سے تکلیف ہوتی ہے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ گویا ان کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

خیر ڈاکٹر پیری نے زخم سیئے لیکن قریباً بارہ بجے جب وہ انتڑیاں وغیرہ صاف کر کے اور پیٹ کو سی کر ہاتھ دھونے لگے تو لیکھرام کے ٹانکے ٹوٹ گئے جو ان کو دوبارہ سینے پڑے۔ اس وقت پولیس نے پنڈت جی کا بیان لینا چاہا مگر ڈاکٹر نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس میں جان کا خطرہ ہے آخر شب ہو گئی اور پنڈت لیکھرام تقریباً 6 گھنٹے بقائمی ہوش و حواس "عذاب شدید" کا مزہ چکھتے ہوئے اور تڑپ تڑپ کر دو بجے رات یعنی اتوار کی صبح چار بجے سے پہلے ہی چل بسے اور خداوند تعالیٰ کا کلام پوری شان کے ساتھ پورا ہو کر رہا۔

کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افتراء
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

آریوں کو چیلنج

لیکھرام کے قتل کے بعد عبرت حاصل کرنے والوں نے تو یقیناً عبرت حاصل کی اور ہزاروں لوگوں نے تحریری طور پر گواہی دی کہ یہ خدا کی بات تھی اور پوری ہوئی لیکن آریہ سماج والوں نے اس قتل کو ایک سازش قرار دیا اور یہ ڈھنڈورا پیٹا کہ مرزا صاحب نے سازش کے

ذریعہ لیکھرام کو قتل کرایا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے نہایت تحدی کے ساتھ سازش کا الزام لگانے والوں کو یہ چیلنج دیا کہ۔ اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہوسکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھائے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے"۔

پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق جو ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔" (سراج منیر 27 مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 352۔353)

دو ہندو فاضلوں کا بیان

ایک آریہ سماجی بابو گھاسی رام ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"صوبہ پنجاب کے دارالخلافت لاہور میں یہ قتل ہوا مگر پولیس قاتل کا پتہ چلانے میں ناکامیاب رہی۔ اتفاق دیکھئے کہ غلام احمد کی پیشگوئی پوری ہوئی اور پنڈٹ لیکھرام کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس بات کو پرمیشر ہی جان سکتا ہے کہ یہ اس کا بھیجا ہوا عذاب تھا یا انسان کا"۔ (مسافر آریہ کا شہید نمبر 6 مارچ 1913ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 20)

یہ تو ایک آریہ سماجی کا بیان تھا اب ایک سناتن دھرم کے فاضل کا اقرار ملاحظہ ہو۔

جناب مدن گوپال مدن پاراشر سابق ایڈیٹر "رندھیر" پٹی ضلع لاہور لکھتے ہیں۔

"لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت پیشگوئی اور الزام قتل سے انجام کار اپنے بری ہونے کی پیشگوئی پوری ہوئی"۔ (آہنسا کا اقرار مولفہ مدن گوپال بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 420)

لیکھرام کا ذکر پہلی کتابوں میں

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے لیکھرام کی بدزبانیوں اور نبی پاکؐ پر زبان طعن دراز کرنے کی پاداش میں آخر کار حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دعاؤں کے طفیل خدا تعالیٰ نے علم غیب سے اطلاع دی کہ اس شاتم رسولؐ کا چھ برس میں قلع قمع کر دیا جائے گا۔ اور آپ نے فروری 1893ء کو یہ غیب پر مشتمل پیشگوئی شائع بھی فرما دی۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ لیکھرام کی پیشگوئی اور اس کی ہلاکت کا ذکر پہلے بھی موجود تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے الہاماً پہلے ہی حضور کو آگاہ فرما دیا تھا کہ اس طرح کا فتنہ ہوگا۔ جب ہم یہ

دیکھتے ہیں تو لیکھرام کا یہ نشان ہمارے ایمانوں کی اور بھی مضبوطی کا باعث بنتا ہے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا کتنا روشن اور پختہ نشان بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسیح موعود فرماتے ہیں۔ "یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ ستر برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ کسی انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا ہے جب کہ ان واقعات کا نام و نشان نہ تھا۔ مثلاً اسی قتل لیکھرام کی پیشگوئی کو غور سے دیکھنا چاہیئے کیا بجز عالم غیب خدا کے کسی کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جس کی میعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی اور ساتھ اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی۔ یعنی دوسری شوال"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 370۔ 371)

پھر مزید فرمایا۔

"اور براہین احمدیہ کے صفحہ 557 میں اس فتنہ اور اس کے ساتھ کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے "میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الفتنہ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ یعنی اس جگہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس صبر کر اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ یہ براہین احمدیہ کے الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت" (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 356)

بلکہ اس میں تو ایک اور نشان کی طرف اشارہ فرما دیا کہ لیکھرام کی موت پر میرے خلاف جو بھی یہ فتنے کھڑے کریں اور میری تباہی کے منصوبے بنائیں آخر یہ ناکام و نامراد ہوں گے اور خدا نے پہلے سے ہی فرما دیا کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت"۔

کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

حدیث میں ذکر

اور اس پیشگوئی کی عظمت اس حوالے سے بھی دو چند ہو جاتی ہے کہ نبی کریمؐ نے اس واقعہ کی خبر دی تھی چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اس پیشگوئی کی عظمت حدیث نبویؐ کی رو سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک حدیث نبویؐ کی یہ منشاء ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک شخص قتل کیا جائے گا اور آسمانی آواز جو رمضان میں آئے گی گواہی دے گی کہ وہ شخص غضب الٰہی سے مارا گیا اور شیطان آواز دیگا کہ وہ مظلوم مارا گیا۔ حالانکہ اس کا مارا جانا مسیح کے لئے بطور نشان کے ہوگا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ جیسا کہ برکات الدعاء کے آخری صفحہ ٹائیٹل پیج سے ظاہر ہے آسمانی آواز نے 14 ماہ رمضان 1310ھ کو لوگوں کو مطلع کیا کہ ایک فرشتہ لیکھرام کے قتل کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اور شیطان نے سچائی کے دشمنوں کے دلوں میں ہو کر یہ آواز دی کہ لیکھرام مظلوم مارا گیا۔ سو یہ پیشگوئی مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشترک ہے اس لئے عظیم الشان ہے۔ (تریاق القلوب

حاشیہ صفحہ 115)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا حوالہ درج ذیل ہے۔

"محمد بن علی گفتہ چوں پیدا شود آواز در ماہ رمضان شب جمعہ بشنوید آں راو اطاعت کنید کہ آواز جبریل است ندا میکند بنام مہدی و نام پدرے و در آخر روز آواز کند ابلیس کہ فلانے مظلوم کشتہ شد و ایں ندا برائے ایقاع مردم در شک باشد پس بسیار کس دراں روز بحیرت و شک افتند لیکن شما شک نہ کنید کہ صوت اول صوت جبرئیل است و صوت ثانی صوت ابلیس"۔ ذکرہ السیوطی۔ (حجج الکرامہ صفحہ 345-346 از نواب صدیق حسن خان مطبع بھوپال)

پیشگوئی کے دو دلچسپ پہلو

یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہو کر آریہ سماج اور دوسرے ھندوؤں کو یہ بتا گئی کہ خدا ہے، جو نیست سے ہست کر سکتا ہے، مسلمانوں کے ایک گروہ جو سر سید احمد خان کے خیالات کا حامی تھا ان کو یہ بتایا گیا کہ خدا دعائیں سنتا ہے۔ وہ ان کو قبول کرتا ہے اور قبولیت کا شرف پانے والی دعاؤں کا وہ جواب بھی دیتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود نے "برکات الدعاء" میں جو خاص سر سید احمد خان کے خیالات کے رد کے لئے لکھی گئی (یاد رہے کہ سر سید احمد خان علاوہ بعض دوسرے عقائد کے، دعاؤں کی قبولیت کا منکر تھا) اس کتاب میں بانی سلسلہ احمدیہ نے سر سید احمد خان کو بتایا کہ آپ کا عقیدہ درست نہیں اور خدا دعائیں سنتا ہے اور آپ نے اس دعوے کی سچائی کے طور پر اسی لیکھرام کی پیشگوئی کو پیش فرمایا۔ چنانچہ برکات الدعاء صفحہ 33 پر ایک فارسی نظم کے آخری دو شعروں میں فرمایا۔

ایکہ گوئی گر دعا ھا را اثر بودے کجا ست
سوئے من بشتاب بنمائیم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ھائے حق
قصہ کوتہ کن بہ بیں از ما دعائے مستجاب

آپ نے دعا مستجاب سے لیکھرام کو موت کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت مسیح موعود نے اس پیشگوئی کو مسلمانوں کے لئے بھی ایک نشان قرار دیا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 651)

بہر حال یہ پیشگوئی جس کا حرف حرف علم غیب پر مشتمل تھا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان بن گئی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر دنیا کو دکھایا۔ اس پیشگوئی کے متعلق دو دلچسپ امور کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو الہام کا یہ فقرہ "عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب" اور دوسرا یہ الہام یقضی امرہ فی ست"

گئو سالہ سامری

آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ 650 پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"سو اس (لیکھرام۔ ناقل) کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلہ شانہ کیطرف سے یہ الہام ہوا۔ عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب

یعنی یہ صرف ایک بے جان گئوسالہ ہے جس کے اندر

سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اسکو مل کر رہے گا"۔

گویا اس الہام میں لیکھرام کو سامری کے گئوسالہ (بچھڑے) کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور آئیے دیکھیں کہ پیشگوئی کے یہ الفاظ حرف بحرف اس ظالم پر پورے ہوئے اور خدا کی قدرت کہ جس طرح بنی اسرائیل کے سامری کے بنائے ہوئے (بچھڑے) کے ساتھ ہوا اسی طرح اس کے ساتھ ہوا مثلاً۔

"1۔ وہ گئوسالہ (عجل) محض بے جان تھا ایسے ہی لیکھرام بے جان تھا اور اسکو روحانی زندگی نصیب نہ ہوئی۔

2۔ جس طرح وہ گئوسالہ (عجل) ایک کھلونے کی طرح تھا اور اس کی کل دبانے سے آواز نکلتی تھی اس طرح یہ لیکھرام آریہ سماج کے ہاتھوں ایک کھلونا بنا ہوا تھا اور ان کے جوش دلانے سے بولتا تھا۔

3۔ جس طرح وہ گئوسالہ ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اسی طرح اس کے ساتھ بھی ہوا۔

4۔ اس گئوسالہ کو بھی جلایا گیا اور اسے بھی جلایا گیا۔

5۔ اس گئوسالہ کو بھی جلانے کے بعد اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیا گیا اسی طرح اس کو بھی جلانے کے بعد اس کی راکھ کو دریائے راوی میں بہا دیا گیا۔ (ان امور کا ذکر آئینہ کمالات اسلام صفحہ 296 اور صفحہ 297 پر ہے۔)

6۔ ایک اور مشابہت کا ذکر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس طرح فرمایا

"خدا نے اپنے الہام میں لیکھرام کا نام گئوسالہ سامری رکھا ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ اس کی حمایت میں اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ گویا سامری کے گئوسالہ کی طرح اس کی پرستش شروع ہو گئی ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 374)

چھ کا ہندسہ اور لیکھرام

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے یعنی یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہوگا، اور 6 مارچ 1897ء کے دن میں، اور 6 بجے بعد دوپہر کے حملہ ہوگا"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 371)

اور ایسا ہی ہوا۔ لیکھرام چھ برس کے اندر اندر ہلاک ہوا، پیشگوئی کے چھٹے برس میں ہلاک ہوا، 6 مارچ کو ہلاک ہوا، اور 6 بجے کے بعد اس پر حملہ ہوا، اور حملے کے 6 گھنٹے کے عذاب شدید میں مبتلا رہ کر واصل جہنم ہوا۔

پیشگوئی پر حضور کا ردعمل

خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل مادر مہربان کی طرح ہوتے ہیں قوم کے غم میں وہ ہلکان ہو رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے تمام نبیوں کے سرتاج اور رسولوں کے فخر کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ

لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین (کہف:7)

کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے ایمان نہ لانے پر تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع تھے۔ آپ کے دل میں بھی

قوم کی حالت کا غم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپکی نثر ہو یا نظم، عربی، اردو، فارسی۔ ہر آن ان بھولے بھٹکے لوگوں کے لئے دل میں ایسا غم چھلکتا ہوا نظر آتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ بطور مثال یہی لیکھرام کا قتل پیش کیا جاتا ہے۔ بڑا بد بخت اور بد باطن تھا یہ شخص، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا تو اس کی عادت ثانیہ بن چکا تھا۔ گویا اس کی بیمار روح کی یہ غذا تھی اور آخر کار حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے محبوب کے خلاف یہ بد زبانی برداشت نہ کر سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو حقیقی عشق تھا اس کی غیرت کا تقاضا تھا کہ خدا کے سپرد اس کا معاملہ کیا جائے۔

لیکن جب یہ خدا کے قہری عذاب کا شکار ہوا اور ہدایت سے محروم اس دنیا سے چلا گیا تو خدا کا فرستادہ مادر مہربان کی طرح عجیب طرح کی کیفیت کا اظہار کرتا ہے۔ خوشی بھی ہے اور غم بھی ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ خوشی زیادہ تھی کہ غم زیادہ تھا۔ بس خوشی اور غم کے دو دھارے ایسے تھے جیسے ساتھ ساتھ بہہ رہے ہوں اس کیفیت کا اظہار کرنا مشکل ہے البتہ محسوس کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود اسی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بد زبانیوں سے باز آ جاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اسکے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی وہ زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی"۔ (سراج منیر صفحہ 26 مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 352)

پھر ایک جگہ فرمایا۔

"اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اس کے منہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلاء ہوتا اور ہماری ہمدردی سے بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں مگر انسان کو چاہیئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں در گذر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ کا خلق ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے......... یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو اسی حجاب میں گزر جائیں اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا جاتا"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 336-338)

پیشگوئی تیس روشن نشانات کا مجموعہ

یہ پیشگوئی بظاہر ایک فرد واحد کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہے لیکن در حقیقت یہ ایک پیشگوئی نہیں تھی بلکہ بے شمار روشن نشانات کا مجموعہ تھی۔ اور ایک دفعہ بنظر غور اس پیشگوئی کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو لا تعداد الٰہی اشارے اسمیں نظر آئیں گے۔ مثلاً

1۔ پنڈت لیکھرام کی موت 2۔ 20 فروری 1893ء سے چھ سال کے اندر ہو گی۔ 3۔ جو نہ پانی میں غرق ہونے سے، نہ زہر خورانی سے، نہ آگ میں جلنے سے، نہ درندہ کے کھانے سے، نہ چھت وغیرہ کے نیچے آنے، نہ اونچائی سے گرنے سے، نہ گلا گھونٹنے سے، نہ کسی بیماری سے بلکہ ("تیغ بران محمدیؐ") یعنی محمدی تلوار سے وہ موت خون کا نشان بنے گی۔ 4۔ اور تلوار سے بھی یکدم موت واقع نہ ہو گی تا کہ "عذاب شدید" کا مزہ چکھ سکے۔ 5۔ اور یہ واقعہ گئوسالہ سامری کی مانند یہود کی عید کے روز (احبار 23) یعنی بروز ہفتہ۔ 6۔ اور اسلامی عید (عید الفطر) کے دن سے۔ 7۔ بالکل ملحق دن کو۔ 8۔ بتاریخ چھ کو ہو گا۔ لیکن۔ 9۔ یہ موت ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو 10۔ صبح کے چار بجے سے پہلے پہلے ہو گی۔ 11۔ قاتل کا حلیہ یہ ہے۔ قوی ہیکل، مہیب شکل، خونی چہرہ والا گویا انسان نہیں ملائک میں سے ہو گا۔ 12۔ قاتل گرفتار نہ ہو سکے گا۔ 13۔ لیکھرام کے بچاؤ کے لئے آریوں کی تمام دعایں رد ہوں گی اور وہ نہ بچا سکیں گے۔ 14۔ بلکہ یہ حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا نشان۔ 15۔ سر سید احمد خان صاحب۔ 16۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور۔ 17۔ خود حضرت اقدس کی زندگی میں ظاہر ہو گا۔ 18۔ جو حضور کو ملہم اور مامور من اللہ ثابت کرے گا۔ 19۔ قرآنی ارشاد "ولو تقول" اور "انا لننصر رسلنا" کی حقانیت اور 20۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بخش ہونے کا ثبوت اور 21۔ شیعہ اصحاب کے لئے بھی نشان عظیم ہو گا۔ 22۔ لیکھرام بوجہ موت پھر قادیان میں نہ جانے پائے گا۔ 23۔ اس کی موت کے بعد ایک اور نشان طاعون کا ظاہر ہو گا۔ 24۔ سرخی کے چھینٹے یعنی خون لیکھرام سے آریوں کو "نیست سے ہست" کرنے والے خدائے قادر کا پتہ ملے گا۔ 25۔ یہود کے گوسالہ سامری کی طرح (خروج 32۔20) ہنود کا گوسالہ لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جلایا جا کر راکھ اس کی دریا برد ہو گی 26۔ جس طرح یہود کے گوسالہ سامری کے مرنے پر طاعون پڑی تھی (خروج 32۔35) اس کے مثیل کے مرنے کے بعد بھی طاعون پڑی۔ 27۔ قتل لیکھرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پوتر و پاک مگر لیکھرام کو بدکار ثابت کر دیا۔ 28۔ دعائے مباہلہ نے اسلام کی سچائی کا بذریعہ موت لیکھرام فیصلہ کر دیا۔ 29۔ حضور کو سازش کا الزام دینے والا خواہ کوئی آریہ ہو۔ 30۔ یا اور مولوی جو بھی موکد بعذاب حلف اٹھائے گا وہ بھی لیکھرام کی مانند قہر و غضب الٰہی کا نشانہ بنے گا۔

سو سو نشان دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا

سیدنا حضرت مسیح موعود نے اشتہار 22 مارچ 1897ء میں نہایت پر شوکت الفاظ میں یہ اعلان بطور پیشگوئی فرمایا کہ۔

"اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا سو آخر 6 مارچ 1897ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہیئے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پا چکا...... اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے جب انسان "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا باقی سب بیہودہ قصے ہیں کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں میں رواج پا گئے ہیں...... اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھاتا ہے اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ۔ جس کی پرزور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ 375-376)

میں نے مضمون کے آخر پر حضرت مسیح موعود... کا یہ پر شوکت اعلان منتخب کیا ہے جس میں حضور اقدس نے نہایت جلال سے یہ فرمایا ہے کہ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ اور بھولے گا بھی کیسے! ہم تو دیکھتے ہیں کہ جب بھی خدا کے فرستادہ پر کسی نے زبان طعن دراز کی، جب بھی کسی نے اپنی زندگی کا نصب العین "دین حق" کو ختم کرنا قرار دیا، جب بھی کسی نے خدا کے پیاروں پر زبان طعن دراز کی تو خدا کی تلوار ہمیشہ بے نیام ہوتی رہی۔ پہلے بھی ایسا ہوتا رہا زیر نظر واقعات میں بھی ایسا ہوا کہ خدا کے ایک پیارے کو اس کے عشق محمدیؐ کی وجہ سے بے وجہ ستایا گیا۔ اس کو دکھ دیا گیا اور آخر اس "آہِ میرزا" نے ان دکھ دینے والوں کے گھروں میں ماتم برپا کر دیا۔

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

ہم نے نظارہ پہلے دل کی آنکھ سے دیکھا اور پھر جب خدا کے ایک اور پیارے کو ستایا گیا تو ہم نے "کل یوم ھو فی شأن" خدا کی باتوں کو ایک دفعہ پھر پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے "دو گھڑی" صبر کرنے کا درس دینے والے پیارے کی درد بھری آہوں کو ایک دفعہ پھر "آہِ میرزا" کے لبادے میں فریاد لے کر فلک پر جاتے ہوئے دیکھا اور اس آہ کو پھر "تیغِ براں" بننے کا اذن دیا گیا اور وقت کے ظالم اور بدزبان اور بدباطن شخص کو وہ نظارہ دکھلا گئی کہ 92 سال پہلے کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور اس تقدیر کو پورا ہوتے ہوئے ہم نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائیگی

کتب مستفاد

اس مضمون کے تیاری کے لئے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

1۔ آئینہ کمالات اسلام۔ 2۔ برکات الدعا۔ 3۔ حقیقۃ الوحی۔ 4۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔ 5۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم۔ 6۔ تاریخ احمدیت جلد اول۔ 7۔ ملفوظات جلد اول۔ 8۔ "پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت تصنیف مولانا سید احمد علی شاہ صاحب۔ 9۔ کلیات آریہ مسافر۔ 10۔ درثمین اردو

براہ کرم اپنے رسالہ خالد کے چندہ کی ادائیگی کرکے ممنون فرمائیں

(مینیجر)

نور خدا ہے دل کے اندر

جنگل جنگل دریا دریا
گلشن گلشن صحرا صحرا

خاک میں موتی رول چکا ہوں
دنیا میں پر تول چکا ہوں

شہروں کی گلیوں میں ڈھونڈا
پھولوں اور کلیوں میں ڈھونڈا

وہ موتی کمیاب نہ پایا
گوہر نایاب نہ پایا

آخر اک آواز یہ آئی
جس کے پیچھے تو سودائی

زیر زمین نہ بیچ سمندر
نور خدا ہے دل کے اندر

(سید اسرار احمد۔ ربوہ)

*

ضروری تصحیح

ماہنامہ خالد فروری صفحہ 19 کالم 2 پر سطر 8 تا 10 کو اسطرح پڑھا جائے

اور تحقیق کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دوسرا جمعہ بحرین کے مقام جواثی جگہ پر عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا گیا"

ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ (مدیر خالد)

حضرت اقدس مسیح موعود... کے نام

تجھے سناؤں گی میں آج ہم پہ کیا گذر گئی
ہمارے رنگ دیکھ کر یہ ساری دنیا ڈر گئی

تو تھا جب اس جہان میں جہاں کا رنگ اور تھا
تو چل دیا تو جیسے کائنات ہی اجڑ گئی

پڑے ہیں قید و بند میں جو تیرے پیروکار ہیں
خدا کی داستان آج ہر جگہ بکھر گئی

جہاں میں کتنے لوگ ہیں جو تجھ کو ڈھونڈتے رہے
تری شبیہ بہت دلوں کے آر پار اتر گئی

سمجھ رہے ہیں لوگ یہ کہ ان کو قید کرلیا
یہ غم کی ایک رات ہے جو بس ذرا ٹھٹھر گئی

مرے مسیح مرے حبیب جان جاں خدا گواہ
ترے دوارے آکے سچ یہ زندگی سنور گئی

جہاں جہاں کوئی جلا فضا کی دھند چھٹ گئی
یہ پھلجھڑی کا روپ تھا کہ روشنی بکھر گئی

تو کاش آج دیکھ لے تیرے لئے جیئے ہیں ہم
وگرنہ اپنی زندگی اُدھر نہ تھی جدھر گئی

جلے جو زخمِ دل تو آج خوشبوئیں بکھر گئیں
کبھی نہ تھی یہ روشنی دلوں میں آنچ کرگئی

ہیں چُور دل اگر تو آج پاؤں بھی فگار ہیں
اِسی میں خوش ہیں ہم کہ آج عاقبت سنور گئی

وہ شور رقص و جام کا جہان میں کہ الاماں
خدا کے نام کی صدا ادھر ادھر بکھر گئی

ندامتوں کا بوجھ تھا جو آنسوؤں میں بہہ گیا
قبا کا داغ دھل گیا گناہ کی گرد چھٹ گئی

زمانہ ساز دوستی بھرم نہ اپنا رکھ سکی
طمانچہ منہ پہ جب پڑا تو صاف ہی مکرگئی

جو پتے تھے گلے سڑے ہواؤں سے بکھر گئے
یہ تیرا باغ دھل گیا کلی کلی نکھر گئی

وہ رنگ اور رنگ تھا وہ دور اور دور تھا
سسکتی روئی کانپتی حیا جو تھی وہ مر گئی

جو مل رہی تھی ساتھ ساتھ زندگی کی بے کلی
ملی شرابِ غم تو آج ساقیا بپھر گئی

بلائے جاں یہ زندگی کبھی بلائے جاں نہ تھی
گذر بسر کریں گے اب گذر گئی گذر گئی

دیوانی تیرے نام کی اب اور جی نہ پائے گی
کہیں گے لوگ ایک دن کدھر گئی کدھر گئی

ہوا کے دوش دوش پہ صدائے بے نوا چلی
مرے خدا نے سن ہی لی دعا نہ بے اثر گئی

ترا مزار دور تھا میں فاتحہ نہ کہہ سکی
ہنسیں گے لوگ بے وفا تھی جان سے گذر گئی

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

دعوتِ الی اللہ کے گُر

جب حُسنِ خُلق کے ذریعے دِل جیتے گئے

مرسلہ: مکرم عبدالسمیع خان صاحب

غزوہ بدر میں ستر کے قریب کفار کو قیدی بنایا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان قیدیوں کو اپنے صحابہؓ میں تقسیم کیا اور فرمایا "ان قیدیوں سے حسن سلوک کرنا" صحابہؓ اس حکم کی وجہ سے قیدیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک قیدی ابو عزیز بن عمیر (جو مصعب بن عمیرؓ کے بھائی تھے) بیان کرتے ہیں کہ انصار صبح اور شام مجھے تو روٹی دیتے تھے مگر خود خوراک کی کمی کی وجہ سے صرف کھجوروں پر گزارہ کرتے تھے۔ کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ایسا ٹکڑا نہیں آیا جو اس نے مجھے نہ دیا ہو۔ مجھے شرم آتی اور میں اسے واپس کرتا مگر وہ اسے چھوئے بغیر پھر مجھے لوٹا دیتا۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد 2 ص 299)

اس حسن سلوک نے سعید روحوں کو فتح کر لیا۔ اور ابو عزیز سمیت بہت سے قیدی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ کئی تو فوری طور پر ایمان لے آئے اور کچھ دیر کے بعد مگر بالآخر سچے دین کو پہچان لیا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مشہور انگریز مورخ متشرق سر ولیم میور (1819-1905) لکھتے ہیں۔

"محمد کی ہدایت کے ماتحت انصار اور مہاجرین نے کفار کے قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا۔ چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادتیں تاریخ میں ان الفاظ میں مذکور ہیں کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا کہ وہ ہمیں سوار کرتے تھے اور خود پیدل چلتے تھے۔ ہمیں گندم کی پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور خود صرف کھجوریں کھا کر پڑ رہتے تھے۔ اس لئے ہمیں یہ معلوم کر کے تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ بعض قیدی اس نیک سلوک کے اثر کے نیچے مسلمان ہو گئے اور ایسے لوگوں کو فوراً آزاد کر دیا گیا....... جو قیدی اسلام نہیں لائے ان پر بھی اس نیک سلوک کا اچھا اثر تھا۔" (بحوالہ سیرت خاتم النبیین جلد 2 صفحہ 155)

قیدیوں میں سے سہیل بن عمرو قریش کے سرداروں اور خطباء میں شمار ہوتے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف فصیح و بلیغ تقریریں کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کے سامنے کے اوپر اور نیچے کے دو دو دانت توڑ دوں تا کہ یہ آپ کے خلاف تقریر نہ کر سکیں مگر حضورؐ نے اس کی اجازت نہ دی اور فرمایا ممکن ہے کہ ان کو ایسا مقام عطا ہو کہ تم ان کی تعریف کرنے لگو سہیل فدیہ دے کر چھوٹ گئے اور فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو اہل عرب کا ارتداد دیکھ کر کئی قریش بھی پھسلنے لگے تب سہیلؓ

نے ایک زبردست تقریر کی اور کہا کہ اے قریش تم اسلام لانے میں سب سے آخر پر تھے ارتداد میں پہل نہ کرو۔ یہ دین لازماً غالب آئے گا۔ اس تقریر نے قریش کو اسلام پر ثابت قدم کر دیا اور حضورؐ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضرت سہیلؓ حضرت عمرؓ کے دور میں جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہوئے اور ابدی زندگی پائی۔ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 371)

قیدیوں میں ابوعزہ بن عبداللہ بھی تھا جو بہت محتاج اور عیالدار تھا اس نے حضورؐ سے عرض کیں میرے پاس فدیہ دینے کیلئے کچھ نہیں آپ مجھ پر احسان فرمائیں۔ حضورؐ نے اسے فدیہ کے بغیر اس اقرار پر رہا کر دیا کہ وہ آپؐ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا۔ ابوعزہ نے رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم کے احسان سے مغلوب ہو کر ایک خوبصورت نظم کہی جس میں آپؐ کی سچائی اور عظمت کا برملا اظہار کیا۔ ابوعزہ کی طرح کئی اور ناداروں کو بھی بغیر فدیہ کے رہا کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 315)

ان قیدیوں میں ایک لڑکا وھب بھی تھا جس کے والد عمیر مکہ سے اس کو چھڑانے کے بہانے اس نیت سے مدینہ آئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دیں۔ مگر خدا نے حضورؐ کو اس کی خبر دی اور حضورؐ نے انہیں معاف کر دیا اس پر عمیر نے بے اختیار توحید کی گواہی دی اور مکہ میں آ کر دعوت الی اللہ شروع کر دی جس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں نے ہدایت پائی۔ (سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 317)

ڈینٹل سرجن فضل عمر ہسپتال ربوہ

ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب سے انٹرویو

سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب نے اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب 4 نومبر 1990ء سے فضل عمر ہسپتال میں بطور ڈینٹل سرجن خدمت کر رہے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی مرکزی عاملہ میں مہتمم تحریک جدید بھی ہیں۔ اس سے پہلے معاون صدر ہیں۔ ربوہ تشریف لانے سے قبل آپ نے قائد مجلس لطیف آباد اور قائد ضلع حیدر آباد کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی ہے۔ اب جو گفتگو آپ سے ہوئی قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! سب سے پہلے تو آپ اپنے والدین اور خاندانی پس منظر کا تعارف کروائیں۔؟

جواب: میرے والد صاحب کا نام سید حضرت اللہ پاشا ہے۔ انہوں نے 1953ء میں اپنی طالب علمی کے دور میں خود بیعت کی تھی۔ میری والدہ صاحبہ سیدہ امتہ الرفیق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت میر صاحب حضرت اماں جان کے چھوٹے بھائی اور حضرت مسیح موعود... کے ابتدائی ساتھیوں میں سے تھے۔ والد صاحب کے جدّ اعلیٰ ایک بزرگ سید محمد مہابری تھے جو اپنے وقت کے مشہور صوفی تھے۔ جن کی گدی اور عقیدت مندوں کا سلسلہ آج بھی قائم ہے۔ ان کا تعلق اپنے وقت ایک معروف سید خاندان سے تھا۔ جو آج سے چند صدیاں قبل ایران سے تبلیغ کی خاطر ہندوستان آیا تھا۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ کے والد صاحب نے کس طرح احمدیت قبول کی؟

جواب: چونکہ والد صاحب ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے جو بنیادی طور پر مذہبی مزاج کا تھا لہذا دین کیلئے غیرت اور مذہبی معاملات میں تدبّر کی عادت ان میں ابتداء سے تھی۔ البتہ اپنے گھر والوں سے وہ شروع ہی سے ان معنوں میں مختلف تھے کہ آزاد سوچ رکھتے تھے اور اپنی سوچ کے اظہار میں بے باک تھے۔ اس بات کی تصدیق میرے ددھیالی بھائی رشتہ دار اب بھی کرتے ہیں۔ 1950ء میں والد صاحب اعلیٰ تعلیم کی غرض سے امریکہ گئے۔ انہیں ایام میں بعض عیسائی پادریوں سے ان کا بحث و مباحثہ بھی ہوا۔ دلائل کی جستجو انہیں احمدیہ مشن ہاؤس لے گئی۔ حضرت مسیح موعود....... کے علم کلام سے جہاں ایک طرف ردّ عیسائیت کے میدان میں

انہیں قوی اور حتمی دلائل ملے، وہاں دوسری طرف ان کے دل پر حضور کی صداقت کا ایک گہرا اثر بھی پڑا۔ اپنے عقائد کے دفاع کی خاطر وہ جس کی تحریر کا سہارا لیتے تھے اس کے دعوی کو نظر انداز کرنا ان کی دیانت کے خلاف تھا۔ غور و فکر کے علاوہ انہوں نے دعا اور استخارہ بھی کیا۔ انہیں دنوں میں ایک شب انہیں اپنی دعاؤں اور استخارہ کا جواب مل گیا۔ رات کو انہیں ایک زور دار غیبی آواز آئی کہ "ہم نے اسے نبی بنایا کیونکہ وہ فنافی الرسول تھا"۔ اس کے ساتھ ہی تمام شبہات ختم ہو گئے اور انہوں نے حضرت خلیفہ المسیح الثانی کی خدمت میں خط لکھ کر بیعت کر لی۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! اپنے تعلیمی پس منظر کے متعلق بھی بتائیے۔؟

جواب: لاہور میں پرائمری تعلیم کا آغاز ہوا۔ بعد میں والد صاحب کو مزید تعلیم کے لئے دوبارہ امریکہ جانا پڑا۔ تب دو سال تک میری تعلیم کا سلسلہ وہاں بھی جاری رہا۔ وہاں سے واپسی پر ہم کراچی SETTLE ہو گئے۔ 1978ء میں میں نے کراچی گرامر سکول سے سینئیر کیمبرج کیا۔ پھر ایف ایس سی کے بعد لیاقت میڈیکل کالج جامشورو میں ڈینٹل سرجری میں داخلہ لیا اور اپریل 1989ء میں بی ڈی ایس کی ڈگری حاصل کی اس کے بعد سول ہسپتال حیدر آباد میں ہاؤس جاب کیا اسی اثناء میں میں نے زندگی وقف کی اور حضرت خلیفہ المسیح الرابع نے بصد شفقت میرا وقف منظور فرمایا ہاؤس جاب کے بعد ایک قلیل عرصہ کے لئے کراچی میں ایک جدید پرائیویٹ کلینک پر کام کرنے کا بھی موقع ملا۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! اب ہم آپ کے پروفیشن کے حوالے سے کچھ دریافت کرنا چاہیں گے۔ سب سے پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ دانتوں کی صفائی کی کیا اہمیت ہے۔؟

جواب: منہ انسانی جسم کا باب (یعنی دروازہ) ہے انسانی غذا منہ کے ذریعہ ہی جسم میں داخل ہوتی ہے۔ اسی رستہ سے ہمارے ماحول میں پائے جانے والے جراثیم کو بھی ہمارے جسم کے اندرون تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ میڈیکل تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ متعدد امراض ایسے ہیں جن کا آغاز ہی منہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً دل کی ایک بیماری SUB-ACUTE BACTERIAL ENDOCARDITIS ہے جس کے جراثیم بیمار دانتوں میں پرورش پانے کے بعد دل کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اس طرح جگر کی ایک بیماری AMOEBIASIS ہے جس کے جراثیم بالعموم سوزش زدہ مسوڑھوں میں پرورش پانے کے بعد جگر کی طرف سفر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہاں فضل عمر ہسپتال میں بھی میرے پاس آنے والے مریضوں کے معائنہ سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ مسوڑھوں کی سوزش کے ساتھ ساتھ اکثر مریضوں کو قبض اور اسہال کا سلسلہ بھی لاحق رہتا ہے جو کہ AMOEBIASIS کی علامت ہے۔ اب اگر انسان اپنے دانتوں کی صفائی کی طرف خصوصی توجہ دے تو دانتوں اور مسوڑھوں کے امراض کے علاوہ وہ ان پیچیدہ امراض سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "فی السواک شفاء لکل مرض الا السام والسام الموت" یعنی مسواک کرنے میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔ اس کے علاوہ ایک نفسیاتی پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر منہ کی صفائی میں کمی ہو تو لازماً منہ سے بد بو آئے گی۔ لوگ عام طور پر ایسے لوگوں سے فاصلہ رکھ کر بات کرتے ہیں جن کے منہ سے بو آئے۔ جس کے نتیجہ میں انسان احساس کمتری کا شکار ہو سکتا ہے۔

طبی اور نفسیاتی پہلوؤں کے علاوہ ہمارے لئے دانتوں کی صفائی کی دینی اہمیت بھی بڑی واضح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لولاان اشق علی امتی لامرت السواک قبل کل صلواۃ (ترمذی) یعنی اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں یہ حکم دیتا کہ وہ ہر نماز سے پہلے مسواک کیا کریں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ جب باہر سے گھر میں داخل ہوتے تو پہلا کام مسواک فرماتے۔ پھر یہ بات کیا کم اہم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جو آخری کام اپنے ہاتھ سے کیا وہ مسواک فرمایا تھا۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! صفائی کی اہمیت تو واضح ہو گئی آپ یہ بتائیں کہ دانت صاف کن اوقات میں اور کس طرح کرنے چاہییں؟

جواب: جراثیم کو پنپنے کے لئے عام طور پر ہوا، نمی اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان تین عناصر میں سے اگر ایک بھی موجود نہ ہو تو جراثیم کی افزائش مشکل ہوتی ہے۔ نمی اور ہوا کو تو ہم منہ میں رہنے سے روک نہیں سکتے۔ البتہ خوراک کے ذرّات کو منہ میں رہنے نہیں دینا چاہیئے۔ بالعموم ہم کھانا کھانے کے بعد کلّی پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ تاہم اس طریق کے ذریعے دانت کی تمام سطحیں صاف نہیں ہوتیں اور خوراک کے ذرّات باقی رہ جاتے ہیں خصوصاً دو دانتوں کے درمیان والے علاقہ میں لہذا کب کا جواب تو یہ ہے کہ کم از کم ہر کھانے کے بعد برش یا مسواک ضرور کرنا چاہیئے گویا اگر آپ دن میں تین مرتبہ کھانا کھاتے ہیں۔ تو روزانہ تین مرتبہ برش کریں۔ لیکن میں واضح کر دوں کہ یہ کم از کم معیار ہے جس سے کم دانتوں اور عمومی صحت دونوں کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔

صفائی کے طریق کے متعلق عرض کر دوں کہ دانتوں کی تمام سطحیں صاف ہونی چاہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ نچلے دانت کو نیچے سے اوپر کی جانب، اور اوپر کے دانتوں کو اوپر سے نیچے کی جانب صاف کریں۔ طبی تحقیق سے بھی یہ بات ثابت ہے حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی اسی طریق کو ATTEST کرتی ہے۔

سوال: ٹوتھ برش کیسا ہونا چاہیئے؟

جواب: برش ہمیشہ نرم استعمال کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ دانت تو سخت برش کے بالوں کو سہہ سکتے ہیں لیکن مسوڑھے نہیں۔ مسوڑھے بہت نازک ہوتے ہیں اور سخت برش کا استعمال انہیں زخمی کر سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں بعض اوقات مسوڑھے دانتوں کو چھوڑ بھی دیتے ہیں۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! ٹوتھ پیسٹ کا کیا کردار ہوتا ہے؟

جواب: دانتوں کی حفاظت اور صفائی میں ٹوتھ پیسٹ کی نسبت ٹوتھ برش کا کردار بہت زیادہ اہم ہے۔ اہتمام اور باقاعدگی سے اور درست طریق پر برش کرنا ہی اصل نسخہ ہے۔ ٹوتھ پیسٹ کا اصل کردار بنیادی طور پر برش کی حرکت میں سہولت اور آسانی پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ منہ کی بدبو کو بھی مارتا ہے۔ ورنہ ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کے حق میں کوئی واضح تحقیق کا مشاہدہ ایسا نہیں جسکی بناء پر ہم حتمی طور پر اس کی افادیت کا اقرار کر سکیں۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ ہم بسا اوقات ان مصنوعات کو بنانے کرنے والی کمپنیوں کے اشتہارات سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ ویسے کم از کم دو ٹوتھ پیسٹ ایسی ضرور ہیں جن کے متعلق میرا ذاتی تجربہ خوشگوار رہا ہے۔ ایک تو SIGNAL ـ 2 اور دوسری LISTERINE ہے۔

ایک قسم کی ٹوتھ پیسٹ وہ ہے جو MEDICATED کہلاتی ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر ڈینٹل سرجن کے مشورہ کے اسے استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان میں بعض کیمیائی اجزاء ایسے ہوتے ہیں جن کا مستقل استعمال کسی نہ کسی پہلو سے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! منجن یا ٹوتھ پاؤڈر کے متعلق کیا رائے ہے؟

جواب: اکثر ٹوتھ پاؤڈروں میں ایک عنصر ہوتا ہے جسے PUMIS کہتے ہیں۔ دانت کی سطح پر اسے ملنے سے دانت صاف تو ہوتا ہے لیکن گھستا بھی ہے۔ لہذا دیر تک مسلسل استعمال کے نتیجہ میں دانت حساس ہوجاتا ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ بتائیں کہ فضل عمر ہسپتال کے شعبہ ڈینٹل سرجری میں علاج کی کون کون سی سہولتیں میسر ہیں۔؟

جواب: علاج معالجہ کے سلسلہ میں ہم جو خدمات مریضوں کو پیش کرتے ہیں ان میں پہلی تو ORAL MEDICINE کہلاتی ہے۔ اس سے مراد ادویات کے ذریعہ منہ کے اندرونی امراض کا علاج ہے خواہ وہ دانتوں کے ہوں یا مسوڑھوں اور زبان وغیرہ کے۔ پھر ہمارے ہاں SCALING یعنی دانتوں کی صفائی کی سہولت موجود ہے جب دانتوں پر ایسی تہہ جم جائے جو برش سے صاف نہ ہوسکے تو یہ دانت اور مسوڑھوں دونوں کے لئے خطرناک ہوتی ہے۔ اس صورت میں ہم SCALING کے ذریعہ مریض کے دانت مکمل طور پر صاف کردیتے ہیں۔ تیسری سہولت ہمارے ہاں FILLING کی ہے۔ یعنی دانت میں کیڑا لگنے یا ٹوٹنے کی وجہ سے ایسا سوراخ بن جائے جسے بھرنا ممکن ہو تو اسے اس طور پر بھرا جاتا ہے کہ دانت کا FUNCTION بحال ہوجائے۔ چوتھی سہولت ہمارے پاس LIGHT CURE FILLING کی ہے یہ جدید سہولت حال ہی میں حاصل کی گئی ہے۔ اس کے ذریعے کی جانے والی FILLING دانت کے بالکل ہمرنگ ہوتی ہے اور دیکھنے والا بتا نہیں سکتا کہ دانت میں FILLING ہے۔ یہ عموماً سامنے کے دانتوں میں

میں جو مضر اشیاء زیادہ استعمال ہوتی ہیں وہ تمباکو اور چھالیہ دونوں ہی منہ کے CANCER یعنی سرطان کا باعث بنتے ہیں۔ تمباکو کی زیادہ نقصان دہ شکل وہ ہے جو چبائی جاتی ہے۔ سگریٹ کا تمباکو منہ کی نسبت پھیپھڑوں کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ ہمارے یہاں اس کا استعمال پان کے ساتھ ہوتا ہے تمباکو کی پتی میں بعض ایسے کیمائی عناصر ہوتے ہیں جو IRRITANTS ہوتے ہیں اور ان کے مسلسل استعمال سے منہ کی اندرونی LINING مجروح ہوتی ہے اور ایسے چھوٹے چھوٹے زخم بن جاتے ہیں جو بالاخر کینسر کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔

چھالیہ سے بھی منہ کے سرطان کے بعض واقعات ریکارڈ میں آئے ہیں۔ لیکن اس کے نتیجہ میں ہونے والے زیادہ عام مرض کا نام ORAL SUBMUCOUS FIBROSIS ہے۔ اس بیماری میں مریض منہ کھولنے میں دشواری محسوس کرتا ہے اور منہ کے اندر ایک مستقل تناؤ کی کیفیت رہتی ہے۔ یہ بیماری بڑی تکلیف دہ صورت اختیار کر لیتی ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! "علاج دندان اخراج دندان" کا مقولہ کس حد تک درست ہے۔

جواب: غالباً اسی حد تک جہاں تک "علاج دل اخراج دل" یا "علاج چشم اخراج چشم" کی باتیں درست ہیں۔ کسی بیماری یا حادثہ کے نتیجہ میں بعض اوقات ڈاکٹر کو مریض کے ہاتھ یا پاؤں کاٹنے بھی پڑتے ہیں۔ بعض صورتوں میں آنکھ نکالنی بھی پڑتی ہے۔ لیکن اس کا جواز تبھی پیدا ہوتا ہے جب ان کا جسم میں شامل رہنا باقی جسم کے لئے مضر ہو۔ یہی صورت دانتوں کی ہے۔ اسی لئے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ علاج کی آخری صورت ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! TOOTHPICKS یا خلال کا استعمال کیسا ہے؟

جواب: صفائی کے لئے بعض اوقات ضروری ہوتا ہے لیکن اس بات کی احتیاط بھی ضروری ہے کہ خلال کرتے وقت مسوڑھے زخمی نہ ہوں۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! یہ بتائیے کہ فرض کریں کہ کسی کا آدھا دانت ٹوٹ جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟

جواب: ایسی صورت میں ہم سب سے پہلے تو یہ جائزہ لیتے ہیں کہ دانت کی جڑ کی کیا حالت ہے۔ اگر جڑ محفوظ اور صحت مند ہو تو پھر دانت کی RCT کی جاتی ہے۔ یعنی دانت کی بلڈ سپلائی اور دانت کی NERVE کو نکال کر دانت کو جڑ کے سرے تک اندر سے صاف کیا جاتا ہے۔ RCT کے بعد ایک لوہے کی PIN کے ذریعہ اس بقیہ دانت کے اوپر ایک مصنوعی دانت کا خول چڑھایا جاتا ہے جو حقیقی دانت کے بالکل ہم رنگ ہوتا ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! عام طور پر یہ تاثر ہے کہ دانتوں کا علاج بہت مہنگا ہوتا ہے۔ یہ بتائیں کہ فضل عمر ہسپتال میں آنے والے مریض اسے کس طرح افورڈ کرتے ہیں۔

جواب: آپ کو یہ جان کر یقیناً خوشی ہوگی کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں دانتوں کا علاج اس قدر سستا ہے کہ

استعمال ہوتی ہے۔ پانچویں سہولت ہمارے پاس ROOT CANAL TREATMENT کی ہے جسے مختصراً RCT کہتے ہیں۔ اس علاج میں ہم خراب دانت کو نکالنے کی بجائے اس کی جڑوں کو اندر سے صاف کرنے کے بعد دانت کو بھر دیتے ہیں۔ اس علاج کے بعد دانت بے حس اور بے جان ہو جاتا ہے تاہم اپنا FUNCTION پوری طرح ادا کرتا ہے۔ چھٹی سہولت ہمارے پاس ORTHODONTICS کی ہے یعنی ٹیڑھے دانتوں کو تار کے ذریعہ سیدھا کرنا۔ ساتویں سہولت ہمارے پاس DENTURES یعنی مصنوعی دانت لگانے کی ہے۔ اور پھر آخر اخراج دانداں کا سلسلہ تو چلتا ہی ہے جسے ہماری زبان میں EXTRACTION کہتے ہیں۔ اسے ہم آخری صورت کے طور پر رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی منہ کے اندر کی جراحی کی مختلف سہولتیں ہیں جو یہاں موجود ہیں یہ تمام ORAL SURGERY کے زمرہ میں آتی ہیں۔ ہمارے ہاں روزانہ چالیس تک مریض آتے ہیں جنہیں ضرورت کے مطابق یہ سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شفا پاتے ہیں۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! مسوڑھوں کے امراض کے متعلق کچھ بتائیے؟

جواب: مسوڑھوں کی سوزش کو GINGIVITIS کہتے ہیں۔ بالعموم مسوڑھوں کے سوجنے کی دو وجوہات ہوتی ہیں پہلی تو وٹامن سی کی کمی ہے جس کے سبب مسوڑھے سوج جاتے ہیں اور خون بھی آتا ہے۔ دوسری وجہ جراثیم کا حملہ ہے اس میں بھی کم و بیش یہی کیفیت ہوتی ہے۔

بہر صورت مسوڑھوں سے اگر خون آئے تو ڈینٹل سرجن سے مشورہ ضرور کرنا چاہیئے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! دانتوں اور مسوڑھوں کے حوالے سے مفید غذائیں کون سی ہیں۔

جواب: غذا کا خیال بچپن سے رکھنا چاہیئے۔ جو کمیاں بچپن میں واقع ہو جائیں ان کا مکمل ازالہ تو بڑی عمر میں عموماً مشکل ہوتا ہے۔ ہاں قدرے فرق ضرور پڑتا ہے۔ دودھ بے حد مفید ہے۔ کیلشیم کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور کیلشیم دانتوں کے لئے ناگزیر ہے پھر سردیوں میں کینو اور مالٹا اور گرمیوں میں لیموں وٹامن سی کا ایک ذریعہ ہے اور وٹامن سی جیسا کہ میں نے عرض کیا مسوڑھوں کے لئے بہت مفید ہوتی ہے۔ پھر ایسی سخت غذائیں جن کو چبانے میں زور لگتا ہے مثلاً چنے یا گنا ان کا استعمال بھی دانتوں خصوصاً داڑھوں کی جڑوں کے لئے مفید ہے۔ بلکہ اس ضمن میں آپ کی دلچسپی کے لئے عرض کرتا چلوں کہ تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ یہ جو آج کل آخری داڑھ یعنی عقب داڑھ، جسے بعض لوگ عقل داڑھ بھی کہتے ہیں، اس کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ ہماری خوراک میں سخت اشیاء کا استعمال بتدریج کم ہو رہا ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! ہماری خوراک میں استعمال ہونے والی مضر اشیاء کون کون سی ہیں؟

جواب: منہ کے امراض کے حوالے سے سر فہرست تو شراب ہی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ہمارے معاشرے

شاید ہی ملک کے کسی اور ہسپتال میں اتنا سستا ہو۔ اس کے علاوہ ایک کثیر تعداد ایسے مریضوں کی ہمارے پاس روزانہ آتی ہے جن کا علاج بالکل مفت کیا جاتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مریض ضروری علاج سے صرف اس لئے محروم رہ جائے کہ اس کی جیب اس خرچ کی متحمل نہ ہو۔ اور اس سہولت سے احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب برابر مستفید ہوتے ہیں۔ الحمدللہ

قارئین کی خدمت میں تحریر ہے کہ جب تک آپ اس انٹرویو کو پڑھیں گے، ڈاکٹر صاحب کی شادی خانہ آبادی ہو چکی ہوگی۔ ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔ ہم ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور نیز قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے بتاتے چلیں کہ ڈاکٹر صاحب شعر بھی کہتے ہیں اور ان کے پسندیدہ شعراء میں سے غالب اور فیض ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک غزل ان کی شاعری کے نمونہ کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا

"نصرت پاشا واقف زندگی ہیں بہت سلیم طبع نوجوان ہیں۔ اور انہوں نے شعر و ادب اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں پایا ہے اور ابھی سے ماشاءاللہ قادر الکلام اگر بن نہیں چکے تو اس کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ خاص طور پر ایک ان کی نظم جو کچھ عرصہ پہلے شائع ہوئی تھی۔ (یہ نظم ماہنامہ خالد مئی 91ء کے صفحہ نمبر 28 پر شائع ہوئی تھی۔ مدیر) واقعی جیسا کہ میں نے کہا ہے ان کے بزرگ آباؤ اجداد حضرت میر محمد اسماعیل صاحب اور میر درد کا رنگ رکھتی ہے۔

ہوا مرکے میں جو زندہ۔ تو ہوا تری دعا سے
دم زیست بن کے ابھری تری آہ میٹھی میٹھی

اب یہ شعر جو ہے کلاسیکل شعر ہے اسی طرح اور بھی اس غزل کے بہت اچھے شعر ہیں جو اس وقت فوری طور پر تو ذہن میں نہیں آ رہے لیکن چند شعر ہیں بہت چوٹی کے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ جو اعلیٰ درجے کی صلاحیتں ان دونوں (میاں بیوی۔ ناقل) نے ورثے میں پائی ہیں وہ اسے مزید صیقل کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے بزرگ آباؤ اجداد کی نیک نشانیوں کو ہمیشہ اپنی ذات میں زندہ رکھیں گے۔ اور آگے ان کی اولاد بھی ان کے نیک ورثے پائے گی" (خطبۂ نکاح فرمودہ 22 ستمبر 1991ء بمقام اسلام آباد۔ لندن، بحوالہ الفضل 14 دسمبر 1991ء)

یہ انٹرویو 15 دسمبر 1991ء کو فضل عمر ہسپتال میں لیا گیا۔

غزل

کون کہتا ہے غم نہیں ہوتا
دیدہ یونہی تو نم نہیں ہوتا

یوں تو ہمدرد بے شمار سہی
جانے کیوں درد کم نہیں ہوتا

ان اداؤں نے کر دیا مجبور
سر وگرنہ یہ خم نہیں ہوتا

حزن پر موت کیوں نہیں آتی
کیوں خوشی کا جنم نہیں ہوتا

یا وہ احساس ہی نہیں باقی
یا پھر اب وہ ستم نہیں ہوتا

راہ ہموار ہو ہی جائے گی
مستقل زیرو بم نہیں ہوتا

ہر قدم احتیاط لازم ہے
ہر شناسا صنم نہیں ہوتا

اہلِ مذہب جو اہلِ دل نہ ہوئے
ان کا کوئی دھرم نہیں ہوتا

جس کو ذلت کا خوف رہتا ہے ہو
وہ کبھی محترم نہیں ہوتا

محرمِ راز ہے قلم پاشاؔ
حالِ دل کا رقم نہیں ہوتا

ڈاکٹر نصرت اللہ پاشا

پند نامہ

کیوں کہتے ہو ایسا نہیں ویسا نہیں کرتے
یوں کرکے نصیحت کوئی اچھا نہیں کرتے
ہر حال میں کرتے ہیں ادا شکر الٰہی
اور شکوہ زباں پر کبھی لایا نہیں کرتے
پورے کرو ہر حال میں قول اپنے عزیزو
مردان خدا قول کو بھولا نہیں کرتے
اٹھ جائیے جب دین پہ ہو طعن و تمسخر
ایسی کسی مجلس میں تو بیٹھا نہیں کرتے
دینداری و تعلیم و شرافت کو بھی دیکھو
دلہن میں فقط حسن کو دیکھا نہیں کرتے
دیکھو جو حسیں چہرہ تو نظروں کو جھکالو
دوبارہ کبھی اس کا نظارہ نہیں کرتے
کم سونا ہو کم کھانا اور اس کے علاوہ
بے مقصد و بے فائدہ بولا نہیں کرتے
سب مل کے جماعت میں جھکو پیش خداوند
یہ فرض ادا گھر پہ ہی تنہا نہیں کرتے
کچھ وقت مناجات و دعا کے لئے یارو
شب بھر پڑے غفلت ہی میں سویا نہیں کرتے
ہر لحظہ اسیروں کو دعاؤں میں رکھو یاد
یہ درد کا رشتہ ہے بھلایا نہیں کرتے

(میجر منظور احمد صاحب (ریٹائرڈ) ساہیوال)

اخبار مجالس

سانگھڑ

27 دسمبر 91ء اجتماعی وقار عمل ہوا جو دو گھنٹے جاری رہا 10 خدام اور 3 انصار نے شرکت کی البیت اور گیسٹ ہاوس کی صفائی کی گئی۔

بشیر آباد

دوران ماہ دسمبر شعبہ تعلیم کے تحت 28 خدام نے ماہانہ کتاب کا مطالعہ کیا 2 خدام نے نماز با ترجمہ سیکھی ہفتہ تعلیم منایا گیا۔ نماز باترجمہ کے چارٹ سب خدام کو مہیا کئے۔

ہفتہ تربیت کے دوران 3 خدام جو پہلے ست تھے پنجوقتہ نماز کے پابند ہو گئے ایک بار نماز تہجد ہوئی جس میں 35 خدام شریک ہوئے۔ 26 خدام نے حضور کے خطبات کی کیسٹ سنی۔

خدمت خلق کے شعبے میں 140 روپے کی مالی امداد اور ادویات مہیا کی گئیں۔ ایک وقار عمل ہوا جس میں 3 گھنٹے تک 40 خدام نے کام کیا۔ مجلس لطیف آباد حیدر آباد کے ساتھ دوستانہ کرکٹ میچ ہوا جو مجلس بشیر آباد نے جیت لیا۔

ترگڑی گوجرانولہ

17 دسمبر کو یوم تربیت منایا گیا۔ نماز تہجد با جماعت ہوئی جس میں 17 خدام شریک ہوئے نماز فجر کے بعد اجلاس عام ہوا اس میں 45 خدام حاضر تھے ازاں بعد وقار عمل ہوا جس میں قبرستان کے راستے پر مٹی ڈالی گئی۔

دارالفضل فیصل آباد

50 خدام نے ماہ نومبر میں ماہانہ کتب کا مطلعہ کیا شعبہ اشاعت کی طرف سے کتب کا اسٹال بھی لگایا گیا۔

مجلس فضل عمر فیصل آباد

دوران ماہ ایک مجلس مذاکرہ ہوئی جس میں 40 خدام اور 17 مہمان حضرات نے شرکت کی۔ اسی طرح اجلاس عام ہوا جسمیں 30 خدام شامل ہوئے۔

دارالحمد فیصل آباد

ماہ نومبر (خدام الاحمدیہ کے سال نو کے آغاز پر) میں یک روزہ تربیتی اجتماع ہوا۔ نماز تہجد با جماعت ہوئی جس میں 36 خدام شریک ہوئے مختلف اجلاسات ہوئے اجلاس دوم میں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے بھی شرکت کی۔ مجلس عاملہ کا ریفریشر کورس بھی ہوا۔

شور کورٹ کینٹ

ماہ دسمبر میں ایک سائیکل سفر ہوا جس میں 8 خدام اور ایک طفل نے شرکت کی ایک خادم نے بیت

الذکر کی وائرنگ کی کلوا جمعیاً اور پکنک کے پروگرام بھی ہوئے۔

گھٹیالیاں

ایک پکنک منائی گئی جس میں اجلاس عام بھی ہوا 100 احمدی اور 25 غیر از جماعت احباب بھی شریک ہوئے۔ ایک ماہ کی فری کوچنگ کلاس منعقد کی گئی جس میں تعداد 60 تھی اس میں متعدد غیر از جماعت بھی تھے۔ ایک اجتماعی وقار عمل ہوا جو 4 گھنٹے جاری رہا اس میں 10 مجالس کے 76 خدام شریک ہوئے راستے پر مٹی ڈالی گئی۔

خانیوال شہر

6 تا 13 دسمبر ہفتہ تربیت منایا گیا جس میں 3 بار اجتماعی نماز تہجد ادا کی گئی۔ جس میں 31 خدام اور 10 اطفال باقاعدہ شامل ہوتے رہے۔ ایک نئے سینٹر نماز کا قیام عمل میں لایا گیا۔

R. ۱۰/۱۷۰ خانیوال

ماہ نومبر میں ہفتہ اعتماد منایا گیا۔ جس میں اراکین عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا۔ جلسہ سیرت النبی جلسہ عام اور تقریری مقابلے ہوئے۔

ملیر کراچی

مجلس ھذا کے تحت کمپیوٹر کلاس کا اہتمام کیا گیا جس میں 17 خدام نے استفادہ کیا۔ اسی طرح 5 اکتوبر جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا جس میں 200 احباب اور 9 مہمان حضرات نے شرکت کی۔

لانڈھی کورنگی کراچی

30 اگست مجلس ھذا کا آٹھواں سالانہ اجتماع ہوا۔ جس میں متعدد علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ 14 خدام نے شرکت کی۔ آخر پر تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔

اسٹیل ٹاؤن کراچی

یکم نومبر کو سال نو کا آغاز اجتماعی نماز تہجد سے ہوا جس میں 35 احباب شریک ہوئے 29 نومبر کو اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں جمعہ سنٹر کی صفائی کی گئی 14 خدام نے دو گھنٹے صرف کیئے۔

دارالعلوم شرقی ربوہ

مورخہ 26 تا 28 دسمبر 1991ء محلہ کی سالانہ سپورٹس ریلی منعقد ہوئی جس میں متعدد انفرادی و اجتماعی کھیلیں ہوئیں۔ آخر پر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے کھلاڑیوں سے خطاب فرمایا اور انعامات تقسیم کیئے۔

ضلع ڈیرہ غازیخان

29 نومبر کو ضلعی عاملہ و قائدین مجالس کا ریفریشر کورس ہوا۔ 100 فیصد مجالس حاضر ہوئی کل حاضری 30 تھی۔ دوسرے اجلاس میں دعوت الی اللہ پر سیمینار منعقد ہوئے۔ جملہ پروگرام میں مرکزی نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

ضلع جھنگ

عنایت پور بھٹیاں، جل بھٹیاں اور نصر اللہ آباد مجالس میں جلسہ ہائے سیرت النبی منعقد ہوئے جس میں بالترتیب 120، 150 اور 60 احباب شریک ہوئے علاوہ ازیں 80 غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔

ضلع ملتان

29 نومبر کو ضلعی اراکین عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا جس میں 63 افراد شریک ہوئے۔ شعبہ خدمت خلق میں 457 مریضوں کی مدد کی گئی اور 3 خون کی بوتلیں عطیہ فراہم کی گئیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے پہلے صدر محترم مولاناَ قمر الدین صاحب انتقال فرماگئے

مکرم و محترم مولانا قمر الدین صاحب مختصر علالت کے بعد مورخہ 20 فروری کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے اور اپنی عمر کے اکانوے سال گزار نے کے بعد اپنے مولا حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون

نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی جس میں ہزاروں اہالیان ربوہ نے شرکت کی مورخہ 22 فروری بروز ہفتہ بعد نماز عصر آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص علماء میں ہوئی۔

آپ کا انتقال پر ملال افراد جماعت کے لئے عموماً اور خدام الاحمدیہ کے لئے خصوصاً ایک افسوسناک خبر ہے آپ تاریخ احمدیت میں منفرد اور ممتاز مقام رکھتے تھے۔ 1938ء میں حضرت فضل عمر نے مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام فرمانے کے بعد آپ کو اس کا پہلا صدر مقرر فرمایا۔ خدام الاحمدیہ کے پہلے صدر کے اعزاز کے علاوہ جماعت کے دیگر اہم شعبوں میں بھی آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

آپ اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت فضل عمر ....۔ انچارج شعبہ رشتہ ناطہ۔ انسپکٹر اصلاح و ارشاد۔ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ربوہ۔ قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے جوار رحمت میں جگہ دے اور قرب سے نوازے نیز جملہ پسماندگان کو ان کی خدمات زندہ رکھنے کی توفیق دے۔

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کے لیئے ہم سے رابطہ کریں!
ہر سائز کے نالی دار گتے کے ڈبے بنانے والے
ناصر پیکجز
S15 نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور
ٹیلیفون فیکٹری : ۸۰۱۱۸۵
۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ۔ طاہر احمد وڑائچ

تقریب شادی

مورخہ 5 فروری 1992 کو مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ابن محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت کی شادی ہمراہ محترمہ سائرہ ظفر صاحبہ بنت محترم ظفر احمد خاں صاحب راولپنڈی عمل میں آئی۔ انکے نکاح کا اعلان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 ستمبر 1991ء کو لندن میں فرمایا تھا۔ مورخہ 6 فروری 1992 کی شام ایوان محمود میں وسیع پیمانے پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ جسکے اختتام پر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی۔ اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ فیکس تہنیتی پیغام بھی موصول ہوا۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

تقریب شادی

مورخہ 5 فروری 1992 کو مکرم سید صہیب احمد صاحب ابن محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب و محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ محلہ دارالصدر کی شادی ہمراہ محترمہ راشدہ ورک صاحبہ بنت محترم محمد اسحق صاحب ورک (مرحوم) محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ عمل میں آئی۔

انکے نکاح کا اعلان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29 جولائی 1991ء کو لندن میں فرمایا تھا

مورخہ 6 فروری 1992 کو دو بجے کوٹھی محترم ملک عمر علی صاحب مرحوم محلہ دارالصدر شمالی میں وسیع پیمانے پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

Monthly **KHALID**
REGD. NO. L. 5830 March, 1992
Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ